اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / تیرہواں اجلاس (پہلی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز سوموار مورخہ 10/مارچ 2025ء بمطابق ۹/رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	چیئر پرسنز کے پینل۔	02
3	وقفہ سوالات۔	43
4	رخصت کی درخواستیں۔	44
5	توجہ دلاؤ نوٹس۔	44
6	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	47

جلد 13 ☆☆☆ شمارہ 01

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز سوموار مورخہ 10/مارچ 2025ء بمطابق ۹/رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ۔

بوقت سہ پہر 03 بجکر 08 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

قُلۡ اَغَیۡرَ اللّٰہِ اَبۡغِیۡ رَبًّا وَّھُوَ رَبُّ کُلِّ شَیۡءٍ ط وَلَا تَکۡسِبُ کُلُّ نَفۡسٍ اِلَّا عَلَیۡھَا ج وَلَا تَزِرُ
وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ج ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ مَّرۡجِعُکُمۡ فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ فِیۡہِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ۱۶۴
وَھُوَ الَّذِیۡ جَعَلَکُمۡ خَلٰٓئِفَ الۡاَرۡضِ وَرَفَعَ بَعۡضَکُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبۡلُوَکُمۡ
فِیۡ مَاۤ اٰتٰىکُمۡ ط اِنَّ رَبَّکَ سَرِیۡعُ الۡعِقَابِ صلے وَاِنَّہٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۱۶۵

پارہ نمبر ۸ سُوۡرَۃُ الۡاَنۡعَام آیات نمبر ۱۶۴ اور ۱۶۵

ترجمہ: تُو کہہ کیا اب مَیں اللہ کے سوا تلاش کروں کوئی رَبّ اور وہی ہے رَبّ ہر چیز کا اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو وہ اُس کے ذمہ پر ہے اور بوجھ نہ اُٹھائے گا ایک شخص دوسرے کا پھر تمہارے رَبّ کے پاس ہی تُم سب کو لوٹ کر جانا ہے سو وہ جتلائے گا جس بات میں تُم جھگڑتے تھے۔ اور اُسی نے تُم کو نائب کیا ہے زمین میں اور بُلند کر دیئے تُم میں درجے ایک کے ایک پر تاکہ آزمائے تُم کو اپنے دیئے ہوئے حکموں میں تیرا رَبّ جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللہ. اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب اسپیکر! بولان میں ہماری سیکورٹی فورسز کے جوان، سرپسندوں کے خلاف لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ اِسی طریقے سے KP میں بھی کچھ جوان شہید ہوئیؤ تو اُنکے لیے دعائے مغفرت کریں۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! دعا فرمائیں۔

(دعائے مغفرت کی گئی)۔

جناب اسپیکر: اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم وَاِلٰھُکم اِلاھُم واحدلآ اِلہٰ اللہُ وَ الرحمٰن الرَّحیم۔مَیں قواعد وانضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت ذیل اراکین اسمبلی کو رواں اجلاس کے لیے **پینل آف چیئر پرسنز** کے لیے نامزد کرتا ہوں۔

۱۔ ملک نعیم خان بازئی صاحب۔ ۲۔ زرک خان مندوخیل صاحب۔

۳۔ فضل قادر مندوخیل صاحب۔ ۴۔ محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ۔

جناب اسپیکر: سید ظفر علی آغا صاحب! آپ۔۔۔(مداخلت)

میر محمد یونس زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! point of order پر مجھے کچھ بات کرنی ہے تو اُس کے بعد ہم ایجنڈے پر جائیں گے۔

جناب اسپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! ہمیں یہ بتایا جائے جمعیت علماء اسلام کو، کہ آیا ہمارا قصور کیا ہے ایک ہفتہ پہلے ہمارے صوبائی راہنماء، مرکزی راہنماء وڈیرہ غلام سرور کو بیدردری سے فائرنگ کرکے شہید کیا گیا۔ اُن کے ساتھ ہمارے ایک عالم دین مولانا امان اللہ صاحب وہ بھی اسی گاڑی میں شہید ہوگئے۔ اور دو، تین دن کے بعد تربت میں ہمارے عالم دین مفتی شامیر بزنجو صاحب کو شہید کیا گیا۔ اور اُس کے دو دن کے بعد خضدار میں پھر فائرنگ کرکے ہمارے ایک کارکن عبدالحفیظ مینگل کو زخمی کیا گیا۔ جناب اسپیکر! ہمیں بتایا جائے کہ یہاں گورنمنٹ نام کی کوئی چیز ہے یا نہیں؟ آج تک گورنمنٹ نے کوئی بھی steps نہیں اٹھایا ہے کہ آیا قاتل کون ہیں اور کہاں سے آتے ہیں؟ اور لوگوں کو فائرنگ کرکے شہید کرکے چلے جاتے ہیں۔ اور آج تک ہمیں گورنمنٹ کی طرف سے کوئی خاطرخواہ جواب نہیں دیا گیا ہے کہ جی آیا آپ کا قاتل کون ہیں۔ مَیں یہ سمجھتا ہوں اور ہمارے مفتی محمود صاحب کا قول ہے کہ جب تک قاتل نامعلوم ہے تو

اسٹیٹ قاتل ہے۔میں اِن کرسیوں پر بیٹھے ہوئے اِن سب کو اپنا قاتل سمجھتا ہوں۔ جمعیت علماء اسلام کو اگر فارم 45 سے زیر نہیں کیا گیا فارم 45 کو چلا کر جمعیت علماء اسلام کو پیچھے نہیں لے جایا جا سکا۔اور میں یہ کہتا ہوں کہ آپ ہمیں جتنے شہید کروگے ہمارے سینے تیار ہیں۔ ہم مولانا فضل الرحمٰن کے پیروکار ہیں۔ ہم ڈرنے والے نہیں ہیں۔ آپ جتنے بندے مار سکتے ہیں ماریں۔لیکن ہم پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ گورنمنٹ نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے بلوچستان میں۔ آئے دن روڈ بلاک ہیں۔ آئے دن قتل وغارت گری ہے اور آئے دن جمعیت علماء اسلام کے اکابرین پر فائرنگ کرکے اُن کو شہید کیا جاتا ہے اور گورنمنٹ ٹس سے مس بھی نہیں ہورہی ہے۔ اِن کو اگر صرف معلوم ہے تو XXXXXXXX۔اگر اِن کو معلوم ہے تو اِن کو ہم کہاں سے پیسے لیتے ہیں پھر۔۔۔۔

جناب اسپیکر: Please order in the House. سردار عبدالرحمٰن صاحب! مہربانی کرکے سنیں ذرا۔ جی۔

قائد حزب اختلاف: کھیتران صاحب! اگر آپ بات کرنے دیں گے تو ٹھیک ہے نہیں تو پھر ہم چلے جاتے ہیں، آپ بات کرلیں۔ آپ اپنا پھر مشورہ کرلیتے ہیں تو پھر باہر کرلیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں اِدھر چیئر کو ایڈریس کریں، please continue۔

قائد حزب اختلاف: سر! ہم چیئر کو تو، آپ سے بات کررہے ہیں وہ یہاں مجلس بنایا ہے۔ ہمارے اہم مسئلوں پر وہ ٹس سے مس نہیں ہورہا ہے اور وہ لوگ اپنی کچہری ایوان میں شروع کرلی ہے یہ کوئی طریقہ ہے؟

جناب اسپیکر: زہری صاحب! میں اِدھر بیٹھا ہوا ہوں۔

قائد حزب اختلاف: اگر اِس طرح کی اسمبلی ہے تو ہم پھر نہیں بیٹھتے اِس اسمبلی میں، سردار صاحب بیٹھیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں، آپ اپنی بات کریں، اپنی بات کریں۔ آپ اپنی بات کریں جی۔

قائد حزب اختلاف: یہی باتیں ہیں۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

قائد حزب اختلاف: آپ کوئی اہمیت ہی نہیں دے رہے ہیں، آپ وزیر ہیں، آپ لوگ تنخواہ لیتے ہیں۔ آپ وزیر ہیں آپ ہماری باتوں کو اہمیت ہی نہیں دیتے ہیں۔ یہ کوئی طریقہ ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب اسپیکر! میں وضاحت کروں میں نے اپنی ذاتی بات کی ہے۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب، سردار صاحب! پلیز آپ بیٹھیں۔ نہیں نہیں آپ بیٹھ جائیں آپ تشریف رکھیں سردار صاحب۔ سردار صاحب! Please address the Chair kindly.

قائد حزب اختلاف: ہمارے لوگ شہید ہورہے ہیں، ہمیں روڈوں پر ماررہے ہیں۔ ہمارے خون بہارہے ہیں۔

اور آپ لوگ اپنے مشوروں میں لگے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں پلیز ٹھیک ہے تشریف رکھیں پلیز۔ آپ ذرا اُن کو سنیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: میری عرض سنیں ایک لفظ انہوں نے کہا کہ اِن کرسیوں پر بیٹھے ہوئے سب X ہیں۔

جناب اسپیکر: کوئی بات نہیں ہے آپ سنیں۔

قائد حزب اختلاف: اب بھی اپنے الفاظ دہرا رہا ہوں I repeat ۔مَیں repeat کرتا ہوں۔ میں repeat کرتا ہوں جب تک ہمارے قاتل گرفتار نہیں ہوتے گورنمنٹ ہمارا قاتل ہے ۔مَیں repeat کرتا ہوں۔ گورنمنٹ ہمارا قاتل ہے گورنمنٹ کیونکہ ذمہ دار ہے آپ قاتل کو ڈھونڈ کر ہمیں دیدیں۔ آپ قاتل کو لے کر آئیں آپ کی ذمہ داری ہے۔ جب تک قاتل نہیں ہے تو X ہمارے قاتل ہے۔ میں اس بات کو repeat کرتا ہوں

جناب اسپیکر: آپ میرے خیال میں کسی کو quote کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: میں اِس گورنمنٹ سے کہہ رہا ہوں کہ گورنمنٹ ہماری X ہے ۔میں اِس بات کو repeat کر رہا ہوں۔ اگر گورنمنٹ۔ گیلا! آپ مجھے بات کرنے دیں اس طرح نہیں ہوگا۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): خضدار میں جو قتل ہوئے ہیں آپ کے قاتل پکڑے گئے ہیں۔ خضدار میں جو قتل ہوئے تھے۔ آپ تھوڑا حوصلہ کریں۔ یہ بھی پکڑے جائیں گے اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم X ہیں۔

قائد حزب اختلاف: کوئی نہیں پکڑا ہے آپ نے کس کو پکڑا ہے آپ مجھے بتائیں کہاں پکڑا گیا ہے؟ آپ مجھے بتائیں کہ کس کو پکڑا ہے آپ نے؟ آپ مجھے بتائیں مولوی محمد صدیق کو شہید کیا گیا آج تک اُس کا قاتل پکڑا نہیں گیا۔

جناب اسپیکر: زہری صاحب! ایک منٹ۔

وزیر مال: یہ قاتل نہیں پکڑے گئے ہیں کیا خضدار میں؟

جناب اسپیکر: گیلو صاحب! آپ میری بات سنیں۔

قائد حزب اختلاف: آپ مجھے نام بتائیں کہ کس کو پکڑا ہے۔ کہاں ہے گورنمنٹ آپ کی یہ ذرا بتایا جائے کہ آپ اپنی گورنمنٹ مجھے دکھادیں۔ آپ اپنی گورنمنٹ کی رِٹ ذرا مجھے دکھا دیں، میرا منہ نہیں کھلوادیں میں ساری باتیں بتا دوں گا۔

جناب اسپیکر: زہری صاحب! آپ justs ایک منٹ ہولڈ کریں جو ٹریژری بینچز ہیں اُن سے درخواست ہے آپ ذرا اُن کو سنیں۔ اُس کے بعد آپ میں سے جو بھی respond کرنا چاہیں وہ اپنا respond کریں۔ آپ direct اُس کو address نہیں کریں آپ Chair کو کریں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب اسپیکر! میں نے بات ہی نہیں کی ہے آپ دیکھ سکتے ہیں مائیک ہمارا بند ہے۔

جناب اسپیکر: زہری صاحب! please continue اصغر ترین صاحب! آپ بیٹھیں ۔ زہری صاحب please continue کریں آپ۔ جی زہری صاحب۔

قائد حزب اختلاف: مَیں continue کرتا ہوں جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی جی زہری صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! اگر گورنمنٹ یہ ذمہ داری نہیں اُٹھاتی ہے۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

قائد حزب اختلاف: اگر اِن کو کوئی مسئلہ ہے، یہ کہتے ہیں کہ جی ہم قاتل نہیں ہیں تو کون ہے ہمارا قاتل؟ ہمیں بتایا جائے ذمہ داری کس کی ہے؟ وزارتیں کس کے پاس ہیں؟ گورنمنٹ کون کر رہا ہے؟ ایجنسیاں کس کے پاس ہیں؟ پولیس کس کے پاس ہے، ہم 85 ارب روپے امن وامان کے لیے دے رہے ہیں اور ہمارا قاتل ہمیں پتہ نہیں ہے۔ تو کون ہے قاتل؟ کہاں میں اپنا قاتل ڈھونڈوں؟ کس کے ہاتھ پر مَیں اپنے شہید کا خون ڈھونڈ لوں؟ کیونکہ جمعیت علماء اسلام والوں کو ہر جگہ پر شہید کیا جا رہا ہے۔ اگر گورنمنٹ یہ سمجھتی ہے۔ اگر X یہ سمجھتی ہے کہ اس طرح کی حرکتوں سے جمعیت علماء اسلام کو ختم کریں گے ان کی بھول ہے۔ ہم مولانا فضل الرحمٰن کے سپاہی ہیں۔ ہم نے جماعت میں شامل ہوئے سر پر کفن باندھ لئے ہیں۔ جتنے لوگ مار سکتے ہو مار لو۔ جتنے لوگ شہید کر سکتے ہو شہید کر لو۔ جناب اسپیکر! ہمارا دل جلتا ہے۔ ہمارے اکابرین کو جس بیدردی سے انہوں نے شہید کیا آٹھ گولیاں اُن کے چہرے پر ماری گئیں۔ سو گولیوں کے نشانات ان کی گاڑی پر ہیں۔ کون سا قصور کیا ہے مجھے بتایا جائے کہ اس کا قصور کیا ہے؟ اگر وہ قصوروار ہے تو میں کچھ نہیں کہتا ہوں۔ اگر وہ قصوروار نہیں ہے، کیوں ہمارے لوگوں کو روڈوں پہ شہید کیا جاتا ہے اور گورنمنٹ ٹس سے مس نہیں ہوتی پھر بھی کہتی ہے ہم قاتل نہیں، کون ہیں قاتل؟ مجھے بتائیں قاتل کون ہیں؟ جمعیت قاتل ہے، ہم خود قاتل ہیں؟ ظاہر ہے یہ اسٹیٹ کی ذمہ داری ہے ہمیں قاتل ڈھونڈ کے دے دے نہیں تو وہ خود قاتل ہے۔ جب تک ہمیں ہمارے قاتل ڈھونڈ کے نہیں دیتی، میں اِن سے اپنے قاتل کو مانگتا ہوں۔ ذمہ داری یہی ہے۔ ظاہر ہے گورنمنٹ پولیس ان کے انڈر میں ہے، ایف سی ان کے انڈر میں ہے، ایجنسیاں انکے انڈر میں ہیں۔ سب لوگ ان کے انڈر میں ہیں۔ اور اربوں روپے ہم اِن پر خرچ کرتے ہیں۔ اور حال یہ ہے کہ آپ ایک قاتل کو نہیں ڈھونڈ سکتے کہ جی کس نے قتل کیا ہے، کہاں سے آیا کہاں چلا گیا۔ کیوں اس طرح ہمارے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ یکے بعد دیگرے تین واردات ایک ساتھ ہوئی ہیں۔ تو جناب اسپیکر! پھر بھی اگر گورنمنٹ والے کہتے ہیں ہم مجرم نہیں ہیں تو پھر یہ اسمبلی چلائیں ہم باہر چلے جاتے ہیں۔ پھر بھی ہمیں کہتے ہیں کہ آپ

لوگ مجرم ہیں کہ آپ لوگ کیوں شہید ہوگئے ہیں؟ خدا کو مانو ذرا اپنے ضمیر کوتو جھنجوڑو۔ آپ لوگ خدا سے بھی ڈرو۔ ایک خدا بھی ہے فیصلہ کرنے والا وہ ہے۔ ہمیں اِس طرح ذلیل نہیں کریں جس طرح کہ آپ لوگ کہہ رہے ہیں اور آپس میں بیٹھ کے مشورے کررہے ہیں کہ جی ہم قاتل نہیں ہیں تو کون ہے قاتل؟ چلو مجھے بتادیں ذمہ داری کس کی ہے؟

جناب اسپیکر: بالکل۔

قائدحزب اختلاف: گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے۔ مَیں گورنمنٹ کے ہاتھ پہ اپنے قاتل کوڈھونڈتا ہوں جناب اسپیکر۔ وہ مجھے ڈھونڈ کے دے دے کیونکہ ان کی ذمہ داری ہے۔ وہ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں وزیراعلیٰ وہی ہے، وزراء وہی ہے، تمام ایجنسیاں اُن کے ہاتھ میں ہیں تو پھر بھی کہتے ہیں ''کہ جی آپ ہمیں کیوں کہہ رہے ہیں؟'' حکومت ہوا گر ہم آپ سے نہیں کہیں پھر کس سے کہیں۔ مجھے بتائیں روڈ پر جاکے میں ریڑھی والوں سے کہوں۔ میں بازار میں جاکے دکانداروں سے کہوں، کس سے کہوں؟ یہی اسمبلی ہے۔ مَیں آپ سے کہہ رہا ہوں آپ مجھے میرے قاتل ڈھونڈ کے دے دے۔ میں ایک ہفتہ کا آپ کو گورنمنٹ کو ٹائم دیتا ہوں کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر ہمارے قاتل ڈھونڈ کے دے دے۔ اِتنے آپ کے پاس sources ہیں آپ کے پاس intelligence ہے آپ کے پاس ادارے ہیں آپ کے پاس پولیس ہے آپ کے پاس ایف سی ہے آپ کے پاس لیویز ہے آپ کے پاس سی آئی اے ہے آپ کے پاس دوسری ایجنسیاں ہیں۔ آپ ایک قاتل کو اگر نہیں ڈھونڈ سکتے تو پھر استعفیٰ دینا آپ کا کام ہے پھر آپ کو اِن سیٹوں پر بیٹھنے کا حق نہیں ہے۔ میں ایک ہفتہ کا ٹائم دے دیتا ہوں اپنی جماعت کی طرف سے، ایک ہفتہ کے اندر اندر ہمارے قاتل کو ڈھونڈ کے ہمیں دے دیں۔ جناب اسپیکر! مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی thank you. Some-body from the Treasury Benches. جی one by one please. ایک منٹ۔ hold on جی۔ Zahoor will left to respond. آپ تشریف رکھیں پلیز۔ Let the government to respond. one by one آپ کو دے دیں گے۔ دیکھیں مَیں نے اپوزیشن لیڈر کو صرف اِس بنیاد پر ایجنڈے سے پہلے ٹائم دیا کہ He is an opposition leader, otherwise. ہم یہ ساری کارروائی ایجنڈے کے بعد کریں گے۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! آپ کے ایجنڈے سے یہ موضوع ہماری بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اور ہمارے چار پانچ ساتھی شہید ہوگئے ہیں قتل ہوگئے ہیں۔

جناب اسپیکر: ہوگا، اہمیت رکھتا ہوگا۔

جناب اصغر علی ترین: اور آپ ایجنڈے کی بات کریں۔ جناب اسپیکر صاحب! ایجنڈا ہمارے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا

ہے۔ ہمارے لئے معنی رکھتا ہے کہ ہمارے جو۔۔۔۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: یہ بہت بڑا سانحہ ہے جناب اسپیکر۔ آپ ہمیں اس پر بات کرنے دیں یہ بہت بڑا سانحہ ہے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

جناب اصغر علی ترین: آپ kindly پہلے ہمیں سن لیں۔

جناب اسپیکر: one by one ایک منٹ۔

جناب اصغر علی ترین: پھر حکومت اپنی رائے دے دے۔ پھر بات کرلیں اس میں کوئی ایشو نہیں ہے۔ ابھی جو میر ظفر صاحب نے بات کرنی ہے۔ ہم نے بات کرنی ہے ہم بات کر لیتے ہیں پھر حکومت ہمیں اپنا جواب دے دے کوئی مسئلہ نہیں ہے اس میں پہلے ہمیں سن لیں پہلے اپوزیشن کو سن لیں۔

جناب اسپیکر: آپ کے اپوزیشن لیڈر نے جو اظہار کیا ہے اس سے آپ اتفاق نہیں رکھتے ہیں؟ آپ الگ بات رکھتے ہیں؟

جناب اصغر علی ترین: یہ کیسی بات ہے جناب اسپیکر صاحب! ناں کریں اس طرح۔ آپ کس طرح بات کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں، کیا آپ کوئی اور بات کر رہے ہیں اس کے علاوہ؟

جناب اصغر علی ترین: آپ نے یہ کیسے اخذ کرلیا کہ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں؟ جو ابھی آپ نے فرمایا۔

جناب اسپیکر: آپ کے اپوزیشن لیڈر نے بات کرلی ہے۔

جناب اصغر علی ترین: نہیں آپ نے کیسے یہ اخذ کرلیا کہ جو آپ کہنا چاہ رہے ہیں میں یہ بولنا چاہ رہا ہوں یہ آپ نے کیسے اخذ کرلیا۔

جناب اسپیکر: اُنہوں نے، سنیں آپ، سنیں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! ناں کریں اس طرح آپ ہمارے زخم پر نمک نہ چھڑکیں بلکہ ہمارے زخم پر مرہم پٹی کریں۔ ہم بھی سنیں جناب سپیکر صاحب! ہمیں بھی سنیں۔ ہم زخمی ہوئے ہیں ہمیں سن لیں۔

جناب اسپیکر: no issue, ok چلیں۔ one by one چلیں بسم اللہ کریں آپ بولیں۔

میر ظفر اللہ خان زہری: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی جی ظفر زہری صاحب! آپ بسم اللہ کریں۔ پہلے تو آپ کو اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں۔

میر ظفر اللہ خان زہری: جناب اسپیکر! اِسی لئے ہم لوگ اسمبلی میں نہیں آتے ہیں یہ وہی روایتیں نہیں رہی ہیں۔ وہ قصے ہی نہیں رہے۔ مہربانی کر کے گورنمنٹ سائیڈ پر جتنے وزراء ہیں وہ تحمل کا مظاہرہ کریں۔ کہ جو بھی ہم احتجاج کریں،

یہ زخمی بلوچستان۔ زخمی ہم، ہم زخمی لوگ ہیں مہربانی کر کے وہ آخر میں conclude کر کے ہمیں سمجھائیں۔ تھوڑا حوصلہ سے کام لیں۔ سردار! حسبِ روایت، آپ سینیئر پولیٹیشن ہیں۔ ہم بچپن سے آپ کو دیکھتے آرہے ہیں۔ جو بھی آپ ہمیں سنیں، ہمارے زخم پر مرہم رکھیں۔ آپ اُس کے بعد conclude کریں۔

جناب اسپیکر: ہم آپ کو سننے کے لئے تیار ہیں آپ بولیں۔

میر ظفر اللہ خان زہری: جناب اسپیکر! پہلے تو میری سیٹ کا تعین کیا جائے مَیں سال، پتہ نہیں کتنے عرصے بعد آیا ہوں مجھے پتہ نہیں، مَیں اپنی کلاس میں بھی back bench پر نہیں تھا۔ میری سیٹ کا تعین کیا جائے کہ میں وہاں جا کے وہاں سے بات کر سکوں۔

جناب اسپیکر: ہم آپ کو اسمبلی میں خوش آمدید کہتے ہیں۔

میر ظفر اللہ خان زہری: مہربانی۔ جناب! میری سیٹ مَیں، دیکھیں ناں جی اسمبلی میں مَیں اپنی سیٹ پر جا کے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ ابھی مَیں جہانزیب مینگل کی سیٹ پر کھڑا ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ کو بتا دیا ہے میرے خیال میں۔

میر ظفر اللہ خان زہری: جی؟

جناب اسپیکر: آپ کو سیٹ کا بتا دیا ہے۔

میر ظفر اللہ خان زہری: نہیں بتایا ہے جی۔ مجھے پتہ نہیں کوئی ٹیگ وغیرہ نہیں لگا ہوا ہے۔ ٹیگ لگا دیں ناں۔

جناب اسپیکر: جی ظفر زہری صاحب کا مائیک آن کریں دوسرا مائیک آف کریں۔ ok۔ جی ظفر زہری صاحب۔

میر ظفر اللہ خان زہری: ابھی آ رہی ہے آواز اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر! آپ کا بہت بہت مہربانی۔ اِس سے پہلے کہ مَیں جب حلف برداری کے لئے اِدھر آیا تھا تو یہ اسمبلی کی وہ روایت مجھے نہیں لگی۔ پھر آپس میں اُلجھن ہوئی۔ کوئی علی مدد صاحب کا، کوئی کسی کا، پھر جس طرح مبارکباد دینی تھی بھی مَیں قاصر رہا۔ اور سنجرانی صاحب کی حلف برداری ہوئی۔ اور پھر وہاں سے یہ مناسب سمجھ کے اُٹھ کے چلا گیا۔ مَیں نے آپ کو مبارکباد بھی نہیں دی۔ اور میرے خیال میں ایک سال سے ہم لوگ ملے بھی نہیں ہیں۔ پہلے تو آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔

جناب اسپیکر: thank you.

میر ظفر اللہ خان زہری: سارا سال گزر گیا۔ جس طرح Custodian of the House آپ نے ہاؤس چلایا ہے۔ اِس پر بھی آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

جناب اسپیکر: thank you.۔

میر ظفر اللہ خان زہری: اور جو تھوڑے گلے شکوے، کل، پرسوں، ترسوں رات رحمٰن صاحب ہمارے معزز رکن اسمبلی بھی ہیں اور اپنی جماعت کے صوبائی صدر بھی ہیں۔ تو آپ نے تھوڑے سے آپ کے ہاں اُس کی تھوڑی سی ہوئی آپ بڑے ہیں آپ تھوڑا سا بڑا رہیں۔ جدھر آپ براجمان ہیں آپ تھوڑا سا ہمیں بڑا بن کے چلائیں۔ تو آپ نے اس کو حیثیت اس کی یاد دلا دی تو مجھے بہت برا لگا اِس حوالے سے میں آپ سے روایت کے مطابق بہت گلہ مند ہوں۔ جناب اسپیکر! کچھ بھی اپنی پرانی داستان آپ کو ،میرا خیال ہے تھوڑا سا مجھے آپ ٹائم دیں گے۔

جناب اسپیکر: مہربانی کر کے بولیں آپ جی۔ لیکن اگر آپ ایجنڈے کی طرف آ جائیں۔

میر ظفر اللہ خان زہری: جناب! ایجنڈا ہو جائے گا۔ آپ ہمیں سن لیں ایجنڈا ہو جائے گا۔ آپ بیشک رات تک اسمبلی چلائیں۔

جناب اسپیکر: یہ جو آپ، جس بنیاد پر اپوزیشن بات کر رہی ہے اُس ایجنڈے پر بات کر لیں۔

میر ظفر اللہ خان زہری: بات کریں اور بھی بات کریں گے بابا! ہم زخمی ہیں ہمیں سنیں، ایجنڈا آپ کا چلتا رہے گا یہ important ایجنڈا آپ کا نہیں ہے۔ یہ ایجنڈا آپ کا چلتا رہے گا۔

جناب اسپیکر: جی مہربانی کریں۔

میر ظفر اللہ خان زہری: آپ کو یاد ہو گا کہ ہم اور آپ نواب اسلم رئیسانی صاحب کی گورنمنٹ میں ہم اور آپ اکٹھے تھے ماشاءاللہ آپ بھی اُس وقت young تھے آپ کو یاد ہے آپ کو youth affairs کا منسٹر بنایا تھا۔ نواب اکبر خان نئے نئے شہید ہوئے تھے تو اُن حالات میں گورنمنٹ ہمیں سونپی گئی تھی نواب رئیسانی کی قیادت میں اللہ کے فضل و کرم سے سرخرو ہوئے۔ بلوچستان کے سامنے بلوچستان کے لوگوں کے سامنے۔ پھر ہم لوگ دوبارہ عوامی عدالت میں گئے۔ اللہ کے فضل و کرم سے۔۔۔

۔XXXXXXX ۔XXXXXXXXXXXXXXXX ۔XXXXXXXXXXXXXXXXX۔

XXXXXXXXX۔XXXXXXXXX۔XXXXXXXXXXXXX ۔XXXXXXXX۔

تو ظاہر ہے اس ایوان میں مَیں اپنی صفائی بھی پیش کروں گا میں colleagues کے سامنے اپنی حیثیت بھی بیان کروں گا کہ مَیں کس سائیڈ پر کھڑا ہوں کس سائیڈ پر نہیں ۔XXXXXXXXXX۔XXXXXXXXXXXX۔ تو تھوڑا سا میرا بوجھ ہلکا ہو گا کہ اگر مَیں اپنی داستان سناؤں۔ تو 2013ء کے الیکشن ہوئے۔ تو کچھ لوگوں کی اُس دَور میں باتیں مانی گئیں۔ مَیں وزیر داخلہ تھا۔ کچھ لوگوں کی نہیں مانی گئیں۔ مَیں نے سرکار کی طرف سے ڈنڈا اُٹھا کے کسی کو نہیں مارا، نہ سرکار کی طرف سے نہ سرمچار کی طرف سے کوئی کچھ تھا کہ ایسی حرکت ہوتی۔ ہوتا تھا کچھ سمجھانے کی کوشش

کرتے تھے۔میں سولجر بن کے کورکمانڈر کے ساتھ نہیں ملتا تھا۔ مَیں بحیثیتِ پولیٹیکل ملتا تھا۔ XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX۔XXXXXXXXXXXX۔ سمجھانے کی کوشش کرتے تھے۔ایک دفعہ شمیم وائیں صاحب کے ساتھ میری اَن بَن ہوئی مَیں نے اُس سے ٹائم لیا ایک مہینے کا پھر اُس کو چالیس دن کا پھر اَور ٹائم لیا۔ ایک چلّہ کاٹ کے، پھر میری اور اُس کی اَن بَن ہوئی۔ مَیں نے کہا کہ جناب! جس طرح آپ کریں گے مَیں نہیں کروں گا یہ اچھا نہیں ہے پھر اُس کو realise ہوا کہ جی یہ مَیں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ XXXXXX۔XXXXXXXXXXXXXXXX۔XXXXX ۔XXXXXXXXXXXXXXXXX۔ XXXXXX ۔XXXXXXXXXXXX،XXXXXXXXX تو کچھ چیزیں ابھی گورنمنٹ کو آپ لوگوں کو ساری چیزیں realise ہونی چاہئیں، ہو بھی جائے گا۔ جناب والا! مَیں نے الیکشن میں حصہ لیا تو کچھ ریاستی ادارے میرے خلاف ۔ سارے stakeholder اکھٹے ہوگئے کہ جی ظفر زہری کو کس طرح شکست دینی ہے۔جی بسم اللہ۔ سردار ثناءاللہ زہری اُس کی ساری مجلس اگر کچھ الفاظ کہوں گا تو آپ کہیں گے کہ مولانا ہدایت الرحمٰن کی طرح غنڈے کہوں گا تو آپ بولیں گے حذف کردو۔ جب وہ نہیں کہتا اُس کے سارے جتنے بھی زور آور لوگ تھے وہ سارے اکھٹے ہوگئے کہ ظفراللہ زہری کو ہرانا ہے۔اس نے انتخاب کیا اُسوقت کے شفیق الرحمٰن مینگل صاحب نامی گرامی آدمی آپ سنے ہونگے۔تو ٹینکیں اُن کی بندوقیں ،اُن کی توفقیں سارے کر کے سوراب کی مخلوق پر چڑھ دوڑے۔سوراب کی مخلوق کو مَیں سلام پیش کرتا ہوں صد سلام پیش کرتا ہوں وہ اپنے حلقے کے انتخاب میں ایک سال سے نہیں گیا ہوں مَیں معذرت اُن سے چاہتا ہوں، یہ دوڑتے رہیں کہ کچھ نہ کچھ کر کے اُنکے لئے لے جائیں گے۔ یہ جو ہو سکا نہیں ہو سکا جاکے ہم اپنے علاقے میں جوابدہ ہیں۔تو جناب والا! ترکی کے لوگوں کو مَیں سلام پیش کرتا ہوں۔ اُس کے بعد ٹینکوں کے نیچے لیٹتے ہوئے دیکھا اور مَیں نے سوراب کے لوگوں کو بھی بکتر بند گاڑی کے نیچے لیٹتے ہوئے دیکھا۔ بلوچستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ میں نے کوئی compaign نہیں چلایا کوئی جلسہ نہیں کیا کوئی جلوس نہیں نکالا۔کوئی ٹیلیفونک خطاب نہیں کیا۔ اپنے گھر میں بیٹھا رہا لوگوں کو میسج کیا کہ بابا اپنی عزت بچانا، میری عزت بچانا۔ بلوچستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ایک ریاست میرے خلاف ہوتی ہوئی وہ سارے اسٹیک ہولڈرز اُدھر کے سارے میرے خلاف ہوتے ہوئے۔لیکن پھر بھی گھر میں بیٹھ کر اُن لوگوں نے مجھے جتوایا۔اُس کے بعد جی گویا ایک رات مجھے میسج آیا غداروں کی طرف سے کہ جی آپ اسمبلی بھی نہیں آسکتے۔میرے خیال میں مَیں اسمبلی چار سال بعد oath اُٹھایا۔تو آپ نہیں آسکتے صوبے میں انٹری نہیں کر سکتے۔تو میری زیادہ طبیعت خراب ہوئی۔ میرے شوقِ شہادت میں بڑا سرشار آدمی ہوں۔تو میر صاحب پھر ملے اماں کو سامنے لا کے کہ آپ نے نہیں جانا۔ پھر مَیں مجبور ہوا کرتا تھا اور مَیں نہیں آیا۔تو اُس دوران سوراب کے ساتھ بہت زیادہ زیادتی ہوئی۔فنڈز کے حوالے

سے۔فنڈ زسارے میرے منجمد تھے۔ڈاکٹر مالک صاحب تھے۔ابھی وہ اِدھر موجود نہیں ہے۔رحمت بلوچ صاحب میرا گلہ ضرور پہنچائے گا۔آج گلہ دے رہا ہوں۔متوسط طبقے سے ہیں ہماری لیڈرشپ میں ہیں۔نیشنل سیاست کرتا ہے۔ میں اُس کو لیڈر بھی اپنا مانتا ہوں۔کوئی فنڈ زسوراب کو نہیں دیا گیا ہے۔مَیں اپنی جیب سے ڈویلپمنٹ فنڈ زسارے خرچ کرتے تھے اللہ کے فضل وکرم سے۔اُس کے بعد پھر قانون کے اوراق پلٹ دے رہے کہ جی کیا کرنا ہے کہ ظفر کو کس طرح deseat کرنا ہے میری پیاری دُلاری بہن راحیلہ درانی میرے خیال سے اسپیکر تھیں اُنہوں نے اپنے بڑے فرائض انجام دیئے۔پھر اُنہوں نے تھوڑے سے اچھے طریقے سے قانونی حیثیت سے کام کیا۔تھوڑا سا بیچ بچانے کی کوشش کی میری پیاری بہن نے کہ بابا کیسے ڈی سیٹ کریں کسی کو۔ اور کس طرح کسی کے ساتھ زیادتی کریں۔چلیں جی الیکشن آئے۔ڈیڑھ دومہینے پہلے مَیں الیکشن سے آیا۔ابھی 2018ء کا الیکشن ہے مَیں الیکشن نہیں لڑنا چاہ رہا تھا۔میرے جماعتی دوستوں کی ساری،اُس وقت مَیں نیشنل سیاست کرتا تھا۔کہ جی آئیں آپ نے الیکشن لڑنا ہے ہرصورت۔چلیں جی غم وغصہ ٹھنڈا ہوا ہوگا،گئے الیکشن میں۔تو مجھے اِتنے تلخ تجربے نہیں ہوئے تھے۔کچھ ایک چند سو ووٹ تھے۔

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXX۔XXXXXX۔XXXXXX۔تو کرکرا کے میرے پوسٹل بیلٹ پیپرز کوئی بارہ سو،تیرہ سو کی لیڈ تھی،وہ کرکرا کے چند ایک سو ووٹ سے مجھے ہرا دیا۔جی تسلیم خم،بالکل صحیح ہے۔ہم جمہوری عمل کو پنپنے دینگے اور ہم آگے بڑھیں گے۔جی بالکل ہم الیکشن میں حصہ لیں گے۔ہوتا ہے سیٹیں کبھی آتی ہیں کبھی نہیں آتی ہیں۔آگے بڑھیں جی ریاست کا غصہ بڑا ٹھنڈا ہوا ہوگا ابھی اِس دفعہ جی الیکشن میں حصہ لیں۔جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے۔پھر بھی میری مرضی نہیں تھی جماعت کے اصرار پر کہ جی حصہ لیں۔چلیں جی بسم اللہ۔جناب اسپیکر! آپ کا ٹائم لے رہا ہوں تھوڑا سا مَیں اپنا دل ٹھنڈا کر رہا ہوں۔مَیں آپ کا colleague ہوں۔آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ نواب،سردار اِس قسم کے پتہ نہیں کیا وہ ایک آرڈر دیتے سیٹیں جیت جاتے۔ہمیں یہ مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں۔

جناب اسپیکر: continue, continue please.

میر ظفر اللہ خان زہری: تو جناب! nomination paper جمع کرکے کہ جی nomination paper پر میری scrutiny بھی ہوگئی۔دو،تین دن بعد پتہ چلا کہ میرے nomination paper بھی clear ہوگئے۔پتہ چلا RO صاحب کہ اس دفعہ ماشاء اللہ RO,DRO اور پھر الیکشن کمیشن ہے اور زبردست ٹریننگ دی ہوئی تھی بڑے زبردست قسم کے کارنامے سرانجام دیئے۔بڑے دلیرانہ انداز میں۔جی تیسرے دن پتہ چلا RO صاحب کی طرف سے کہ جی آپ کے nomination paper reject ہوئے۔اڑے بابا! کمبخت کیا ریجکٹ ہوئے؟ کیا بولتے ہیں جی بابا کچھ black and white میں لکھ کر کے تو دے دو کہ مَیں نے کیا کیا ہے کیا نہیں کیا ہے کوئی court of law

میں تو جاسکوں کم ازکم۔ بولتا ہے جی کہ مَیں کیا لکھ کر دوں۔ پھر میری طبیعت خراب ہوئی مَیں نے کہا لکھ کر دو آپ کو دینا پڑیگا ناں میرے بھائی کچھ نہ کچھ تو لکھ کر دینا پڑیگا۔لکھ کے مجھے دیا کہ جی آپ پر کوئی ایف آئی آر ہوئی ہے 1996ء میں یا 1995ء میں۔ یہ 1996ء میں کوئی 1995ء کا مجھے کیا پتہ تھا مَیں اپنی داڑھی رگڑ تا تھا کہ میری داڑھی آجائے۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ مَیں بڑا ہو کے مَیں نے ملا بننا ہے مدرسے کا۔ تو داڑھی میری نہیں ہے، اُس وقت موبائیل بھی نہیں تھے، گیلا صاحب، صاحبِ حیثیت ہیں۔ گیلا صاحب! آپ کو یاد ہوگا ایک انسٹا اِتنا بڑا ہوا کرتا تھا آپ کے اور میرے۔ سردار صاحب! تو گیلا صاحب نے میرے لئے لیا ایک گفٹ کیا مجھے انسٹا کا، وہ کراچی میں چلتا تھا کہیں اور نہیں چلتا تھا۔ تو موبائل جی، موبائل چوری کا الزام مجھ پر لگا کر کہ آپ نے موبائل چوری کیا تھا۔ آپ کے nomination paper reject ہے۔ کہ جی اللہ بھلا کرے کرنل ہاشم، کرنل ہاشم نہیں چیف جسٹس صاحب ہاشم کاکڑ صاحب۔ اُنکے ہاں گئے۔ تو اُنہوں نے مہربانی کر کے آٹھ دن لگا کے میرے nomination paper پھر جا کے الیکشن لڑا۔ تو میرا سیاسی مخالف تھا جتنا میرا الیڈ تھا اُتنے اُس نے ووٹ لے لئے تھے۔ تو اُدھر آئے کوئی کرنل صاحب اُدھر گھوم رہے تھے۔ کوئی میجر صاحب، تیمور صاحب نام لیکر بولوں گا مَیں۔ پھر مَیں نے شکایتیں لگائیں، یہ پھر گیا دربار، اڑے بابا! میرے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اس طرح نہ کریں اللہ واسطے ہم نے کیا قصور کیا ہے ہم لوگ ملا لوگ ہیں۔ تو وہ اُدھر بیٹھے رہے، بیٹھے رہے، قصے، پتہ نہیں یہ کر رہے ہیں، کمپیوٹر کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں۔ پھر 20,18 ہزار میرے لوگ بھی اُدھر جمع تھے۔ تو سردی تھی مجھے سمجھ آیا۔ مجھے تو ویسے بھی بی ایل اے کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے۔ وہ مجید بریگیڈ کے ساتھ تو پھر، میرا ایک دلیر جیدار ساتھی ہے مجھے سائیڈ پر نکالا بولتا ہے بابا آجائیں آپ ظفر بریگیڈ کھیلتے ہیں۔ یہ کچھ نہیں ہوگا۔ لوگوں کو رخصت کریں۔ یہ اِن لوگوں کا ارادہ بالکل صحیح نہیں ہے یہ آپ کا رزلٹ change کرنا چاہ رہا ہے۔ یہ آپ کی حق تلفی کرنا چاہتا ہے۔ اِس سے بہتر ہے کہ شوقِ شہادت سے آپ آئیں بس جا کے شہید ہو جاتے ہیں۔ تو مَیں اُن سے convince ہوا پھر ہم لوگ 15 کا گارڈ اللہ کے فضل سے، ایک مَیں تھا اور چار ہمارے لوگ تھے۔ بالکل well equipped مسلح، اٹھارہ یا بیس ہزار لوگ تھے پھر مَیں نے اُن کو رخصت کیا کہ جی آپ لوگوں کی مہربانی کہ ہم لوگ جیت گئے۔ آپ لوگوں کی بہت بہت مہربانی۔ آپ لوگ چلے جائیں۔ گئے جی ہم لوگ بیٹھے اِسی نیت کے ساتھ۔ کرنل صاحب ہیں آرہے ہیں کمپیوٹر کی طرف کوئی ہیک ہو رہا ہے کبھی آرہا ہے کبھی جا رہا ہے۔ مَیں نے کرنل صاحب سے کہا کہ آپ اِدھر آئیں آپ بیٹھ جائیں۔ مہربانی کریں آپ کے کمپیوٹر کیساتھ آپ کا کوئی کام نہیں ہے۔ آپ کا کام سیکورٹی ہے۔ مجھے کہا کہ آپ اُدھر بیٹھیں۔ میں نے کہا مَیں کیوں اُدھر بیٹھو۔ آپ کی ڈیوٹی اُدھر بیٹھنا ہے۔ تو فجر کی نماز کا ٹائم تھا مَیں نے نماز رخصت کی ،خدا حافظ کی۔ مجھے پتہ تھا مَیں آپ لوگوں کے بیچ میں مَیں اگر نہیں ہوتا تو اللہ بھلا کرے کرنل کا، کرنل صاحب سے کہا کہ

آپ کی بیوی بچے ہونگے آپ مہربانی کر کے آپ خدا حافظ کریں، رخصت کریں تھوڑی دیر میں معاملات جیت ہونے والے ہیں اور آپ ہٹ نہیں رہے ہیں۔تو وہ حالات دیکھ کر اللہ کے فضل سے کرنل صاحب بھی گئے اللہ اُن کو ابھی جنرل بنادے، اللہ اُن کو کور ہیڈ کوارٹر کا کور نصیب کرے۔دو چار کو اور چیف آف آرمی اسٹاف بنادیں۔تو مہربانی کر کے وہ چلا گیا آج مَیں آپ لوگوں کے جناب درمیان حاضر ہوں۔یہ ہم لوگوں کی داستان ہے۔چلتے چلتے جی ہمیں فخر ہے اپنے قائد پر مولانا فضل الرحمٰن پر وہ nationally سوچتے ہیں، internationally سوچتے ہیں۔اُس نے اپوزیشن میں جانے کا فیصلہ کیا۔ہم سب کا متفقہ فیصلہ تھا کہ جی ہم لوگ بالکل اپوزیشن میں جائیں گے۔ان حالات کو دیکھ کر، ایک سال ہم لوگوں کی دوستانہ اپوزیشن رہی۔مولانا صاحب کے یہی instructions تھے۔سرفراز صاحب کا دستِ شفقت ہمارے ساتھ رہا۔ایک سال ہم لوگ ٹرک کی بتی کی پیچھے لگ گئے دیکھیں غلطیاں ہماری اپنی ہوتی ہیں لیڈرشپ ہم خود پیدا کرتے ہیں ایک چھوٹی سی ایف آئی آر تھی میری بیٹی ماہ رنگ، مَیں نے اُس سے کہا کہ جی میری ایف آئی آر کرے سی ٹی ڈی میں، وہ نہیں کی۔مذاق میں ان معاملات کو نہ لیا جائے۔یہ فیڈریشن کو مضبوط کیا جائے یہ ہماری ضرورت ہے حالات کو دیکھا جائے۔باقی آپ نے لیڈرشپ پیدا کر لی اُسکے بعد غلطی پر غلطی اُسکے بعد دیکھیں ناں۔

-XXXXXXXXXXXXXXXXX - XXXXXX - XXXXXXXXXXX - XXXXXXXXXXX

-XXXXXXXXXXXXX - XXXXXXXXXXXXXX - XXXXXXXXXXXX

-XXXXXXXXXXXXXXX-XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

چار کلومیٹر پیچھے گورنمنٹ کو اس دفعہ میں نے بچایا ہے میرا ریکارڈ ہے گیلا صاحب پانچ چھ دفعہ میں نے روڈز کھلوائے ہیں۔ -XXXXXXXXXXXX-XXXXXXXXXXX -XXXXXXXXXX-XXXXXXXXX

-XXXXXXXXXX-XXXXXXXXXX-XXXXXXX-XXXXXXXXXXXXX

-XXXXXXXXXXXXXXXXXX -XXXXXXXXXXX -XXXXXXXXX

-XXXXXXXX -XXXXXXXXX -XXXXXXXXXXX -XXXXXXXXXXXX

-XXXXXXXX -XXXXXXXXXXXXX -XXXXXXXXXXX -XXXXXXXXXX

-XXXXXXXXXX -XXXXXXXXX

حالات بہت خراب ہیں اللہ کا واسطہ ہے حالات بہت خراب ہیں ان حالات میں آپ ابھی X پر کھڑے ہیں جناب! آپ اس کو تھوڑا سا بڑھائیں مشورہ لیں اپوزیشن سے مشورہ لیں ہم سے مشورہ لیں مفت مشورہ لیں۔آپ ایک کام کریں۔ بلائیں محمود خان اچکزئی کو بولیں جی ٹھیک ہے اس دفعہ مجھے بخت کاکڑ پسند تھا آپ نہیں تھے۔ٹھیک ہے۔اگلی دفعہ آپ کو کھلا

میدان دیا جائے گا۔ اِس دفعہ مجھے علی مدد پسند ہے ظفراللہ زہری بات سنیں آپ حوصلہ رکھیں ۔XXXXX XXXX ؟XXXXXX

جناب اسپیکر: یہ غیر پارلیمانی الفاظ آج کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ جی continue please۔

میر ظفراللہ خان زہری: جی جی XXXXXX XXXX۔XXXXXXXXXX۔ بولتے ہیں جی XXXX XXXXXX۔XXXXXX XXXX ۔

جناب اسپیکر: conlcude please۔

میر ظفراللہ خان زہری: جی جناب والا! آپ بتائیں مَیں ابھی surrender کروں یا مجھے بتائیں گے مَیں آؤں آپ کی ٹیم کے سامنے پیش ہوں یا مجھے arrest کیا جائے یا مجھے investigate کیا جائے مہربانی کر کے کہ یہ آپ نے ضرور کرنا ہے میں ضرور جا ہوں گا۔ جناب والا! دیکھیں بہت سارے قصے تہمینہ دولتانہ کی ایک کتاب تھی بازارحسن سے پارلیمنٹ تک، وہ بھی ہم نے دیکھ لی پڑھ بھی لی کہ موقع ملے تو پڑھ لینا میں بھی کبھی کبھی غصہ میں آتا ہوں طیش میں پھر اپنے آپ کو حوصلہ دیتا ہوں آتا ہوں طیش میں پھر اپنے آپ کو حوصلہ دیتا ہوں، تو مَیں بھی ایک کتاب لکھ رہا ہوں 2013ء سے کبھی دو چار صفحے لکھتا ہوں پھر قلم تھم جاتا ہے پھر دو چار صفحے لکھتا ہوں، کسی دوست سے ملتا ہے یار اُس طرح حوصلہ مل جاتا ہے پارلیمنٹ سے پہاڑوں تک۔

جناب اسپیکر: آپ کتاب لکھ رہے ہیں؟

میر ظفراللہ خان زہری: جی میں autography by مُلا ظفراللہ خان زہری۔

جناب اسپیکر: ماشاءاللہ۔

میر ظفراللہ خان زہری: جی جی۔ کتاب کا نام نہیں آپ نے سنا، پارلیمنٹ سے پہاڑوں تک۔ ٹھیک ہے ناں جناب!۔

جناب اسپیکر: پارلیمنٹ سے؟

میر ظفراللہ خان زہری: پارلیمنٹ سے پہاڑوں تک کا سفر۔

جناب اسپیکر: پارلیمنٹ تک؟

میر ظفراللہ خان زہری: بازارحسن سے پارلیمنٹ سفر تو آپ نے دیکھا ہوگا پہاڑوں سے، پارلیمنٹ سے پہاڑوں تک وہ اس لیے مَیں آپ کو بتاؤں جہاں یہ قائد ایوان بیٹھتا تھا اکبر خان بگٹی بیٹھا کرتا تھا،۔۔۔(مداخلت)۔۔۔ ہاں اِدھر شفٹ ہوگئے صحیح ہے۔ جی جی۔ نہیں میں تو backbencher ہوں۔ یہ یہ، یہ یہ، یہ نواب اکبر خان بگٹی بیٹھا کرتا تھا

☆ بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ xxx,xxx,xxxx,xxxxx,xxx,xxxx,xxxxx کارروائی سے حذف کردیئے گئے۔

،اِسی corridors سے گزرتا تھا۔ اِس کے اوپر یونس صاحب بیٹھے ہیں، بالاچ مری بیٹھتا تھا، ہدایت الرحمٰن کی سیٹ پر میں نے دیکھا ہے حیر بیار مری بیٹھا کرتا تھا۔ جناب والا! حیر بیار مری بیٹھتا تھا، اکبر خان بیٹھتا تھا، بالاچ خان مری بیٹھتا تھا اور کون سردار صاحب ہمارے اِس corridor سے واپس نہیں آئے ہیں؟ ہاں یہ سارے، ساری پارلیمنٹ کا، میرے دادا بھی پہلے لڑے لیکن یہ ہتھیار یں ابھی بھی میں use کر رہا ہوں، میں استعمال کر رہا ہوں مجھے استعمال کرنے دیں۔ اگر اِسی راستے سے ہم لوگ اِس طرح لوگ گزرتے گئے وہ واپس نہیں ہے واپس نہیں ہے پھر دیکھیں آپ کہاں کھڑے ہیں، جناب والا! مَیں نے آپ کا ٹائم لیا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ ٹائم دینے کا۔

جناب اسپیکر: thank you۔thank you۔

میر ظفر اللہ خان زہری: پاکستان زندہ باد۔ جمعیت علماء اسلام ہمیشہ زندہ باد۔ بلوچستان پائندہ آباد۔

جناب اسپیکر: thank you۔ جی ظہور بلیدی صاحب منسٹر پی اینڈ ڈی۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات): شکریہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں جمعیت علماء اسلام کے جو کارکنان اور اُن کے لیڈران کو شہید کیا گیا ہے اُن کی میں پُر زور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ جمعیت علماء اسلام ایک پُر امن اور ایک نظریاتی و سیاسی جماعت ہے اُن کا صوبے کی سیاست میں اور ملکی سیاست میں ایک اہم کردار رہا ہے ہمیشہ سے اور ہمیشہ اُنہوں نے اپنی بہترین مشاورت بھی دی ہے حکومت میں بھی رہے ہیں اور اپوزیشن میں بھی رہے ہیں لیکن کبھی اُن پر کوئی الزام نہیں لگا ہے۔ جناب اسپیکر! جس طرح اُن کے کارکنان کو شہید کیا گیا آج پورا صوبہ دہشتگردی کی لپیٹ میں ہے اور اِس دہشتگردی سے تقریباً کوئی بھی سیاسی جماعت نہیں بچی ہے۔ اور ہر کوئی اِس آگ سے متاثر ہوا ہے۔ تو یہ صرف حکومت کا کام نہیں ہے بلکہ ہم تمام مکتبہ فکر تمام ممبران صوبائی اسمبلی اور پورے بلوچستانی عوام پوری پاکستانی قوم کی ذمہ داری ہے کہ ہم دہشت گردی کا ہر front پر مقابلہ کریں۔ بے شک وہ میدان عمل ہو یا نظریاتی front ہو یا بیانیہ کی جو ہے front ہو تو ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اُس کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ البتہ جو واقعہ تربت میں ہوا ہے یا خضدار میں دونوں ہی اِنتہائی المناک واقعات ہیں میں personally جانتا ہوں بڑے اچھے اور بڑے جید علماء تھے اور جس طرح اُن کو بیدردی سے شہید کیا گیا اُس کی جتنی مذمت کرے کم ہے۔ حکومت اپنی پوری کوشش کر رہی ہے کہ تمام stakeholders, political parties تمام ذی شعور اور باشعور افراد کو اعتماد میں لے اور اُن کے ساتھ مل کر اِس دہشتگردی کا کوئی حل نکالے۔ اور میں یہ ضرور کہوں گا کہ ہم اُس دشمن کے ساتھ لڑ رہے ہیں جس کی نہ کوئی قومیت ہے، نہ جس کا کوئی مذہب ہے، اور نہ ہی کوئی روایت کے پاسدار ہیں۔ اُنہوں نے دہشتگردی میں تمام حدیں پار کر لی ہیں۔ اور اُس سے ہر کوئی متاثر ہوا ہے۔ جہاں تک میر ظفر اللہ زہری صاحب نے کچھ باتیں کیں شاید وہ تھوڑا غصے میں ہیں وہ

ہمارے دوست ہیں ہمارے بھائی ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب ہمیشہ اُن کے حوالے سے اچھی رائے رکھتے ہیں۔شاید اُن کو کسی نے کوئی غلط بات بتائی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہے۔ میری اُن سے درخواست یہی ہے گزارش یہی ہے کہ CM صاحب اُن کے بھی دوست ہیں اُن کے ساتھ بیٹھ جائیں جو غلط فہمی اُن کے درمیان پیدا ہوئی اُنکو حل کریں۔اور جہاں تک مسلح کالعدم تنظیموں کی بات کی تو اُن کو نہ ہمیں glorify کرنا چاہیے، نہ ہی اُنہوں نے کوئی اس طرح کا کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ ہم اسمبلی میں بیٹھ کر اُن کی باتیں کریں۔البتہ جب ہم conflict resolution کی طرف جاتے ہیں تو اُس میں ہمیں مختلف معاملات کو زیرِغور رکھنا چاہیے۔ہمیں ہر وقت بحیثیت حکومت، بحیثیت ریاست اُن مسائل تک جانا ہوگا جن کے ذریعے یہ معاملات پیدا ہوئے ہیں۔اور CM صاحب نے بارہا یہ بات کہی ہے اگر بلوچستان کا مسئلہ حل ہوتا ہے تو کسی سے بھی بات چیت کے لیے تیار ہیں۔البتہ کچھ شرائط ضرور ہیں کہ ریاستِ پاکستان کی وہ جغرافیائی اور نظریاتی باؤنڈریز کا احترام کریں۔تو اُس حوالے سے اگر کوئی بھی نظر آتی ہے تو ہم سب چونکہ اس دہشتگردی میں متاثر ہوئے ہیں۔ہم اپنے غم و غصہ کو پی جانے کے لیے تیار ہیں۔لیکن شرط یہ ہے کہ مسئلے کا کوئی حل نکلے۔اور میں یونس صاحب کو اور اپوزیشن کے تمام دوستوں کو خصوصاً جمعیت علماء اسلام کے اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اپنی ذمہ داری سے غافل نہیں ہیں۔اور آپ ہمارے ساتھ آئیں، ہاتھ بٹھائیں، ہمیں گائیڈ کریں اور جو اس conflict resolution کی طرف کوئی بھی قدم ہو خواہ وہ legislation کرنا ہو یا اکٹھے بیٹھ کر عوام کو پیغام دینا ہو کہ ہم اس دہشتگردی کے خلاف اکٹھے ہیں۔تو اِن سب میں اِن کے ہمیں تعاون کی ضرورت ہوگی۔شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you ظہور بلیدی صاحب۔جی اصغر ترین صاحب۔

حاجی اصغر علی ترین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! یہاں ہمارے اپوزیشن لیڈر میر یونس عزیز زہری صاحب نے کچھ باتیں کیں۔ جناب اسپیکر صاحب! گلہ اپنوں سے ہوتا ہے پرائیوں سے نہیں۔اور گلہ اُن سے ہوتا ہے جو برسرِاقتدار ہوتے ہیں جن کے پاس طاقت ہوتی ہے جن کی بات مانی جاتی ہے جن کی بات سنی جاتی ہے۔ یہاں ہمارے اپوزیشن لیڈر نے بات رکھی یقیناً سب سے پہلے مولوی صدیق مینگل صاحب کا جو واقعہ ہوا ہے خضدار میں اُن کو شہید کیا گیا اُس کے بعد وڈیرہ غلام سرور صاحب کی شہادت ہوئی ہے۔پھر مولوی امان اللہ صاحب کی شہادت ہوئی ہے۔ تربت میں مفتی شامیر صاحب کی شہادت ہوئی ہے۔ ہمارے ایک اور ساتھی ہے حفیظ صاحب اُن کو بھی زخمی کردیا گیا۔تو یہ تسلسل چلتا آرہا ہے۔ بات یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ کیوں جمعیت علماء اسلام کو ٹارگٹ کیا جارہا ہے جمعیت علماء اسلام کے جو علماء کرام ہیں اُن کو، جو مشران ہیں اُن کو کیوں ٹارگٹ کیا جارہا ہے یہ ایک واقعہ نہیں ہے دو واقعات نہیں ہیں یہ چوتھا واقعہ ابھی رونما ہوا ہے۔ میری حکومت سے یہ سوال ہے کہ کس فورم پر جمعیت علماء اسلام نے آپ کو سپورٹ نہیں کیا

ہے۔کون سی ایسی پریشانیاں اور مشکلات ہیں جس میں جمعیت علماء اسلام نے اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھا ہے۔ہم نے ہر معاملے میں آپ کا ساتھ دیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں امن ہو، ہم چاہتے ہیں کہ ہم ایک بھائی چارے کا ماحول آپس میں رکھیں ہم چاہتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کا خیال رکھیں۔لیکن جناب اسپیکر صاحب! ہم سے ہمارا کارکن سوال کرتا ہے۔ہم سے ہماری جماعت سوال کرتی ہے۔ہم سے پوچھتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ جمعیت علماء اسلام کو ٹارگٹ کیا جارہا ہے۔اوراُس کے بعد اسپیکر صاحب! المیہ یہ ہے یہ جو آج میر یونس عزیز زہری صاحب نے جو یہاں پر کیوں کہ اُن کا علاقہ ہے اُن کا domain ہے یہ خضدار سے منتخب ہوئے ہیں یہ جو آج اتنے جذباتی بات کررہے ہیں، تقریر کررہے ہیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ جناب اسپیکر صاحب! آپ ایک ہی ضلع سے چار، چھ لاشیں اُٹھائیں۔وہ بھی علماء کرام کے اپنے مشران کی۔اُس کے بعد آپ کا ٹیلیفون ڈپٹی کمشنر نہ سنے، آپ کو DIG بھی own نہ کرے، آپ کو ڈی پی او صاحب بھی نہ سنیں۔ضلعی انتظامیہ بالکل ٹس سے مس نہ ہو اوراُس کے برعکس یہ کہ حکومت نے کوئی بھی یہ وزراء سارے بیٹھے ہوئے ہیں کوئی بھی یہ بتادیں کہ اس واقعہ پر کسی نے بھی اپوزیشن لیڈر صاحب کو ٹیلیفون تک کیا ہو یا کسی جماعت کے ذمہ دار کو کہ یار! یہ واقعہ ہوا ہے تو مجھے افسوس ہوا ہے میں اس پر افسوس کرتا ہوں یا ہم سے کوئی تعاون چاہیے یا کوئی مدد چاہیے تو ہم حاضر ہیں۔جناب اسپیکر صاحب! گلہ ہوگا۔گلہ رہے گا ہم کس سے گلہ کریں کس سے سوال کریں کس سے پوچھیں۔اگر حکومت کہتی ہے کہ ہمیں نہ بتایا جائے کیا IG میری بات مانے گا یا حکومت کی بات مانے گا، کیا DIG میری بات مانے گا یا حکومت کی بات مانے گا، کیا کمشنر میری بات مانے گا یا حکومت کی بات مانے گا، کیا اِن قاتلوں کو حکومت کے کہنے پر گرفتار کیا جائیگا یا اپوزیشن کے کہنے پر گرفتار کیا جائیگا۔جناب اسپیکر! سوالیہ نشان تو ہے۔

جناب اسپیکر: FIR میں کسی کی nomination ہوئی ہے؟

حاجی اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! سب کچھ ہوا ہے۔FIR کاٹی گئی ہے۔

جناب اسپیکر: لوگ nominate ہوئے ہیں؟

حاجی اصغر علی ترین: نامعلوم۔

جناب اسپیکر: اچھا نامعلوم۔

حاجی اصغر علی ترین: تو جناب اسپیکر! ہمیں تو یہ باور کرایا جائے کہ اس کی تحقیقات ہورہی ہے اس کے پیچھے ہم پڑے ہوئے ہیں ہم قاتلوں کو گرفتار کریں گے اُن کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے اتنی سی بات تو کریں۔اتنی سی بات بھی اگر نہ ہوا گر پوچھے بنا تو جناب اسپیکر صاحب! اس میں نہ بولیں تو کہاں بولیں۔تو میری گزارش ہے اسپیکر صاحب! کہ حکومت تھوڑا ہوش کے ناخن لیں اور یہ جو جمعیت علماء اسلام جو ایک سازش کے تحت نشانہ بنایا جارہا ہے۔

جناب اسپیکر: یہ ایک المیہ ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

حاجی اصغر علی ترین: دیکھیں جناب اسپیکر صاحب! اس گروہ کو گرفتار کیا جائے یہ آپ کے لیے بھی دیکھے ناں جناب اسپیکر صاحب! ایک ہی district میں اتنے بڑے واقعات اور وہ بھی جمعیت علماء اسلام کی آپ سمجھیں علماء کرام ہیں اُن کے جو ہمارے ذمہ وار ساتھی ہیں، جو ہمارے مرکز میں رہ چکے ہیں ہمارے صوبے میں ذمہ دار ہیں ہمارے ضلع میں ذمہ دار ہیں اُن کو ٹارگٹ کرنا جناب اسپیکر صاحب! یہ ایک المیہ ہے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! حکومت سے ہم request کرتے ہیں کہ جی ہاں یہ مولوی غلام سرور صاحب کے جو وڈیر صاحب کی والد صاحب تھے وہ وزیر بھی رہے ہیں منسٹر بھی رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب! گزارش یہ ہے کہ حکومت اس پر سنجیدہ ہو اور اِن قاتلوں کو گرفتار کیا جائے اگر ایک ہفتہ کے اندر ہمیں تسلی بخش جواب نہ ملا پھر حکومت بھی یہ سمجھے کہ پھر ہم بھی تعاون نہیں کریں گے جناب اسپیکر صاحب! پھر ہم بھی اپنا لائحہ عمل طے کریں گے پھر ہم نے آگے کیا کرنا ہے ہمیں بھی سوچنا پڑے گا کہ ہم لاشیں اُٹھائیں ہر ہفتہ ہر مہینہ لاشیں اُٹھائیں اور کوئی پوچھنے والا نہ ہو کوئی بتانے والا نہ ہو۔ جناب اسپیکر صاحب! جس معاشرے میں امن، امن کس سے وابستہ ہے امن سزا اور جزا سے وابستہ ہے جس معاشرے میں سزا و جزا نہیں ہوگی اُس معاشرے میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ امن کے لیے سزا اور جزا ضروری ہے۔ اور اب سر عام لوگ علماء کرام کو قتل کرتے جا رہے ہیں مشران کو قتل کرتے جا رہے ہیں جو ہماری cream ہیں اُن کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے لیکن جناب اسپیکر صاحب! کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ تو جناب اسپیکر! request ہے ہماری مختصر بات کروں گا آپ نے ایجنڈا بھی چلانا ہے آپ کا شکریہ کہ آپ نے ٹائم دیا کہ حکومت اس کو سنجیدہ لے ایک میٹنگ بلائے جس میں اپوزیشن کے ساتھیوں کو بھی بلائے اس میں ایک سنجیدہ debate ہو ایک سنجیدہ ٹارگٹ دیا جائے پولیس کو بھی اور اُس کے جو ایجنسی ادارے اُن کو بھی دیا جائے اِن کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے تاکہ مستقبل میں ایسے واقعات رونما نہ ہوں۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you۔ جی رحمت صالح بلوچ صاحب!

میر رحمت علی صالح بلوچ: thank you sir آپ نے مجھے time دیا۔ میں سر! اسی افسوسناک واقعات پر انتہائی اظہار افسوس کرتا ہوں اور میں اپنی پارٹی کی طرف سے، تربت میں جو مفتی شامیر صاحب کو جو ضلعی جنرل سیکرٹری تھے جمعیت علماء اسلام کے ناجائز قتل جو باجماعت نماز پر تھے مسجد کے اندر جا کر قتل کرنا قابل مذمت ہے انتہائی افسوسناک ہے۔ اور دوسری جانب وڈیر غلام سرور موسیانی صاحب جو کہ جمعیت کے مرکزی رہنماؤں میں سے اور علاقے میں ایک ہر دل عزیز اور نفیس شخصیت تھے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ سوشل سیکٹر اور سیاسی سیکٹر میں وڈیر صاحب سے میری بہت قریبی تعلقات رہے ہیں ایسا سمجھیں کہ میرا فیملی ممبر ہے وہ علاقے میں بہت famous اور اُس کا ایک مثبت کردار رہا ہے۔

افسوسناک بات یہ ہے کہ اسپیکر صاحب! آج قاتل کو پتہ نہیں وہ کس لیے قتل کر رہا ہے مار رہا ہے، اور جو قتل ہو رہا ہے اُس کو بھی پتہ نہیں میں کس لیے مر رہا ہوں۔ اُس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ہمارے ادارے مفلوج ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور افسوسناک بات یہ ہے کہ ایسی واردات جب ہوتی ہے۔ اور پھر اُن لوگوں پر ہاتھ ڈالا جاتا ہے جو اُن کو شہید کیا جاتا ہے جو اُن کا ایک کردار ہے معاشرے میں، بلکہ علاقے میں اگر کوئی بندہ 10 بندوں کے لیے 20 بندوں کے لیے مہمان نوازی کر سکے یا کسی غریب کے لیے مددگار ثابت ہو، اُس کو خوف وہراس کا شکار بنا کر اس کو شہید کیا جاتا ہے۔ یہ ایک عجیب صورتحال پیدا ہوئی ہے، جیسے ظہور بلیدی صاحب نے کہا۔ ہم دونوں مکران ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن یہ پورا بلوچستان ہمارا ہے۔ گوادر سے لیکر بلوچستان کے ہر کونے میں جائیں specially تربت، پنجگور، خضدار یہ areas انتہائی گمبھیر صورتحال اختیار کر چکے ہیں۔ جناب اسپیکر! ریاست کو ایسے عناصر کو expose کرنا چاہیے۔ لیکن آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ریاستی interest اُن areas میں جو میر ظفر زہری صاحب نے بہت ساری چیزوں کو touch دی۔ جو اصل سیاسی اسٹیک ہولڈرز ہیں یا معاشرے کے جو قدآور اور سفید پوش شخصیات ہیں یا وہ قوم ہیں قبائلی level پر، اُس طرح بہت ساری چیزوں کو ignore کر کے جو اہمیت کے حامل، مطلب جہاں فعال اداروں کی بات کرتے تھے۔ اُن کی کوئی افادیت نہیں۔ سر! آج selection اور choices کی بنیاد پر جب مرضی اور منشاء اور لالچ کی بنیاد پر پالیسیاں چلائی جاتی ہیں۔ آج یہی صورتحال ہوگی۔ کہ ایک انتہائی غم کی صورتحال ہے۔ آج مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ ضرورت یہ ہے کہ سب کو اکٹھے بیٹھنا چاہیے۔ اگر اس ملک کو ریاست کے ساتھ کوئی بھی serious ہے، اُن کو ایمانداری کے ساتھ بیٹھ کے analysis base پر چیزوں کو لے جانا چاہیے آگے ایک consensus کے base پر لے جانا چاہیے۔ نہیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک عجیب سا خانہ جنگی کا ماحول پیدا کیا جا رہا ہے۔ یہاں کے اصل سیاسی اسٹیک ہولڈرز اور اُن شخصیات کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک سازش ہے۔ یا اس قوم یا نسل کے خلاف نسل کشی ہے جو کہ مَیں سمجھتا ہوں یہ قابل برداشت نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! مَیں ایک دفعہ پھر اپنی پارٹی کی جانب سے یہ تمام جو واقعات اور واردات ہوئے specially مفتی شامیر صاحب اور وڈیرہ غلام سرور کی شہادت پر مَیں اُن کے قتل کی شدید الفاظ مذمت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: thank you. جی مولوی ہدایت الرحمٰن صاحب۔ ایک منٹ مولوی ہدایت الرحمٰن صاحب بات کریں پھر آپ بات کریں۔ جی mic on کریں مولوی صاحب کا۔ on ہے بس ہو جائے گا۔

مولوی ہدایت الرحمٰن بلوچ: بہت شکریہ آپ نے ایک بحیثیت فرد کو اہمیت دی۔ یہ جو جمعیت علماء کے ہمارے قائدین علماء کرام شہید کیے گئے یا وہ عام لوگ جو شہید کیے گئے ہم اس کی بھی مذمت کرتے ہیں۔ مسجد کے اندر یا باہر یا سڑکوں پر شاہراہوں پر بلوچستان والے یا پنجاب، کے پی کے مزدور جو قتل ہو رہے ہیں ہم سب کی مذمت کرتے ہیں۔ جو دکی میں

خضدار میں گوادر میں تربت میں جہاں جہاں لوگ مر رہے ہیں آج شہید ہو رہے ہیں شاہراؤں پر۔لیکن مجھے پتہ ہے آپ پھر حذف کریں گے۔لیکن ذمہ دار کون ہے؟ آج جس کا کام تھا ہمیں امن دینا، ہماری جان اور مال عزت وآبرو کی حفاظت کرنا، ابھی پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہر ممبر کو پتہ ہے کہ وہ پی ایس ڈی پی میں اسکیمات بنانے میں مصروف ہیں۔کہ کس ضلع میں کون سی اسکیم بنانی ہے، وہ مصروف ہیں۔ اُن کو وقت ملے گا تو مجھے اور آپ کی جان اور مال کی حفاظت کریگا۔جس کا کام تھا مجھے اور آپ کو امن دینا، وہ زمیاد گاڑیوں سے 5 سو روپے لینے میں مصروف ہیں۔اور پٹرول اور ڈیزل کے، آلو اور ٹماٹر کی گاڑیوں میں بھتہ لینے میں مصروف ہے۔وہ کیسے غلام سرور صاحب کی یا مفتی شاہ میر صاحب کی اور مزدوروں کی حفاظت کریں گے۔وہ زمیاد گاڑیوں سے اسپیکر صاحب! مصروف ہوں گے، پی ایس ڈی پی میں مصروف ہوں گے، ٹرانسفرز پوسٹنگ سے مصروف ہو جائیں گے، اور ڈی ایچ اے سے مصروف ہو جائیں گے، اور کالونی بنانے میں مصروف ہو جائیں گے۔کوئی وقت ملے گا تو غلام سرور کی کوئی حفاظت کرے گا، کوئی مفتی شاہ میر کی حفاظت کرے گا، کوئی عام مزدور کی حفاظت کرے گا۔اُن کو وقت ملے گا تو کریں گے۔حقیقت بات کرنی چاہیے کہ جن کا کام تھا مجھے اور آپ کی حفاظت کرنا وہ حفاظت کا کام کر رہا ہے؟ وہ سیکورٹی کا کام کر رہا ہے؟ کیا اُن کا کام زمیاد گاڑیوں کے پیچھے ہم نے نہیں لگایا؟ کسٹم کے اختیارات اُن کو نہیں دیے؟ پولیس کے اختیارات اُن کو نہیں دیے؟ جس کو آپ کسٹم کا اختیار دیتے ہیں۔پھر کہتے ہیں غلام سرور کیوں شہید ہوا؟ مفتی شاہ میر کیوں شہید ہوا؟ کسٹم کا کام ان لوگوں کی جان اور مال کی حفاظت کرنی ہے، کسٹم کا کام بلوچستان کے لوگوں کو امن دینا ہے، کیوں آپ نے کسٹم کا اختیار دیا ہے؟ کہ گھی کے ڈبے کی حفاظت ہو 70 لیٹر ڈیزل کے ڈبے کی حفاظت ہو۔کیوں آپ نے سیکورٹی اداروں کو کسٹم کے اختیار دیا؟ جب آپ کسٹم کے اختیارات سیکورٹی اداروں کو دیتے ہو یہی ہوگا جو آج بلوچستان کی حالت ہے۔وہ تذلیل شاہراہوں میں اُس کے علاوہ ہیں، جو ماؤں بہنوں کو گالیاں اس کے علاوہ ہیں، جو بزرگوں کو روڈ پر مرغا بناتے ہو اس کے علاوہ ہیں، جو سیاسی لوگوں کی توہین اور تذلیل کرتے ہو اس کے علاوہ ہیں۔میرے حلقے میں جن کا کام تھا کہ گوادر کے لوگوں کی حفاظت کرنی ہے۔، میرے گھر کے گرلز اسکول کے ہیڈ ماسٹر تبدیل کرتے ہیں۔وہ خود کہتے ہیں کہ یہ ہمارا کام ہے ایم پی اے کا کام نہیں ہے۔میں کہتا ہوں بھئی میرا کام ہے پی ایم اے کا کام نہیں تو آپ کا کام تو میری جان اور مال کی حفاظت کرنا۔ہیڈ ماسٹر تبدیل کرنا تو آپ کا کام ہی نہیں آئینی طور پر۔تو ہمیں حقائق پر آنا چاہیے جب تک یہ زہر کا پیالہ نہیں پئیں گے حقائق کی بات نہیں کریں گے ہم مرتے رہیں گے۔ہمارے لوگ ہمارے علماء کرام پنجگور میں ایک مہینے میں 25-25 لوگ مرتے ہیں صرف ایک ضلع میں صرف ایک ضلع میں ماہانہ پچیس پچیس لوگ صرف ایک ضلع میں مرتے ہیں شہید ہوتے ہیں۔اس سے بہتر نوجوان کوئی سپورٹس مین ہے کوئی صحافی ہے کوئی ادیب ہے ایسے کارکن مرجاتے ہیں۔پتہ نہیں ہوتا قاتل کون ہے پتہ ہوتا ہے کہ جو کہتے ہیں۔کہ جو

نا معلوم ہے آپ سب کو معلوم ہے۔اسپیکر صاحب! مجھے ٹوکیں گے نہیں جتنا ظفر زہری صاحب کو وقت دیا اسکا تیسرا حصہ کا وقت آپ مجھے دیں۔

جناب اسپیکر: نہیں مَیں صرف اتنا کہوں گا کہ قاتل کا ہم سب کو معلوم ہے۔لیکن ہمیں اپنی اخلاقی جرأت بھی ہونی چاہیے کہ ہم اُس کا نام لاسکیں آگے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اخلاقی طور پر شروع دن سے مَیں نے جرأت کی ہے۔مَیں آپ سے توقع رکھتا ہے آپ جرأت کریں گے۔

جناب اسپیکر: مَیں نے آپ کو time دیا ہے آپ بولیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ death squad کون ہے۔

جناب اسپیکر: آپ بولیں ناں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: death squad کون ہے آپ کو پتہ نہیں ہے؟

جناب اسپیکر: مجھے نہیں پتہ آپ نے بولنا ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ ذرا بولیں تاکہ بلوچستان والوں کو پتہ جرأت مند بندہ اسپیکر اسمبلی چلا رہا ہے۔

جناب اسپیکر: مَیں نے آپ کو مَیں نے آپ کو فلور دیا ہے آپ بول رہے ہیں پچھلے 10 منٹ سے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: تو آپ یہ حذف نہیں کریں گے۔

جناب اسپیکر: نہیں کرر ہا ہوں حذف، آپ بولیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ جو یہ ہے ناں یہ جو میرے سامنے ہے۔آپ نے میری میں یہ بات شروع میں کرنے والا تھا مَیں نے نشان بھی لگا ہے۔میرے تو چلو غیر پارلیمانی الفاظ تھے۔آپ نے تو پانچ دفعہ حذف کرلیا۔آپ نے جو یہاں کہا ہے کہ آپ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔یہ پارلیمانی لفظ ہے؟ یہ کیوں حذف نہیں ہے؟

جناب اسپیکر: دیکھیں مَیں نے آپ سے اس لیے کہا ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اب سنیں ناں ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: سنیں آپ بار بار، دیکھیں آپ نے شروع میں بھی کہا just ایک منٹ آپ نے شروع میں بھی کہا کہ آپ نے غیر مطلب اہمیت والے بندے کو موقع دیا۔میری گزارش یہ ہے۔کہ میں نے آپ کو ایک مرتبہ نہیں، دو مرتبہ نہیں، تین مرتبہ نہیں، کئی مرتبہ آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔کہ آپ کو کوئی کہتا ہے مجھے ٹائم نہ دینے کے لیے۔میں نے کہا آپ نام لیں وہ کون ہے؟ جو مجھے کہتا ہے کہ مولوی ہدایت الرحمٰن کو ٹائم نہیں دینا ہے۔مولوی ہدایت الرحمٰن کی speeches سے

اسمبلی کے اندر کون سا آسمان گرتا ہے۔ کہ ہم اُس کو ٹائم نہیں دیں گے۔ کیوں نہیں دیں گے؟ مَیں آج آپ کے الفاظ بھی حذف نہیں کرر ہا ہوں۔ آپ ہمت کریں نام لیں اُس بندے کا۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اچھا سنیں پہلی بات یہ ہے کہ آپ یہ order دے دیں۔ جس طرح آپ کی ہماری جو عزت ہے اسمبلی ممبران کے جو غیر پارلیمانی الفاظ جو ممبران اسمبلی استعمال کرتے ہیں۔ آپ اُس کو حذف کرتے ہیں۔ جو غیر پارلیمانی لفظ اسپیکر صاحب استعمال کرتے ہیں اُس کو بھی حذف ہونا چاہیے۔

جناب اسپیکر: آپ نے اسپیکر کے اوپر بھی تو الزام لگایا ہے کہ آپ۔۔۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ نے حذف کیا ہے ناں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں آپ بھی بولیں، آپ بولیں آپ پہلے بولیں سنیں سنیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میری عزت نہیں ہے؟

جناب اسپیکر: سنیں عزت ہے آپ کی آپ بولیں کہ مَیں نے جو اسپیکر! کہا تھا کہ آپ کو کوئی کہتا ہے۔ مَیں وہ الفاظ واپس لیتا ہوں مَیں اُس کو ابھی حذف کراتا ہوں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اسپیکر صاحب! آسمان گرتا ہے جب ہم بات کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! ادھر میری بات سنیں میری گزارش یہ ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن: میرے 15 منٹ ہے آپ میرے ساتھ بحث کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں آپ، تو آپ نام لیں ناں ہمت کریں مَیں وہی تو بول رہا ہوں آپ کو۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: مَیں کہہ رہا ہوں نامعلوم ہے سب کو معلوم ہے۔

جناب اسپیکر: وہ کون ہے نامعلوم؟ نام لیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: وہ death squad ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب! بات مختصر کریں ہم نے بھی بات کرنی ہے اس کو اِتنی بحث نہ نہیں بنائیں، طریقے سے اپنی بات کریں اپنی مذمت کریں۔ روزہ ہے ہم نے بھی بات کرنی ہے جانا ہے ہم لوگ اتنی بحث نہ بنائیں ایک دوسرے سے طریقے سے اپنی بات کریں مذمت کریں جو بھی طریقہ ہے۔

جناب اسپیکر: میری گزارش ہے ان سے کہ آپ اپنی speech جاری رکھیں پلیز! conclude کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ہمارے ممبران بھی بڑے عقلمند ہیں جہاں اٹھنا چاہیے کہ مختصر کریں وہاں نہیں اٹھتے جب میں اٹھتا ہوں یہ بھی کہتے ہیں کہ مختصر کریں۔

جناب اسپیکر: آپ بولیں بولیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ اتنے سمجھدار لوگ اتنے اچھے ممبرز یہ بھی جانتے ہیں کہ کون سا غریب ہے اُس کو اٹھنا ہے کہ مختصر کریں۔ اچھا میں بات کر رہا ہوں آخر میں مَیں جو کہنا چا رہا ہوں۔ بھئی سب روزے سے ہیں الحمدللہ، اچھا ہے سردار صاحب۔

جناب اسپیکر: پلیز ایڈریس یہاں کریں، بولیں، بولیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! شروع میں جو میں کہہ رہا تھا آسمان گرتا ہے، زمین پھٹتی ہے۔ بات کی بڑی اہمیت ہے۔ ہم یہ بات کرتے ہیں اسکی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ اسی لیے یہ یہاں سے حذف ہوتی ہے۔ اسی لیے پھر بتایا جاتا ہے بات کی جاتی ہے، پیغامات آتے ہیں۔ ہم بھی سیاسی کارکن ہیں۔ ہم اسی صوبے سے اسی دھرتی سے ہیں، ہم باہر سے نہیں آئے ہیں۔ آسمان گرتا ہے۔ دیکھیں XXX-XXX سب کو پتہ ہے کون ہیں۔ منشیات فروش ہیں۔ وہ قاتل ہیں۔ سب کو پتہ ہیں۔ XXXXXXXXXXXXXXXXXX۔

جناب اسپیکر: اگر آپ نام نہیں لیں گے تو میں یہ سارے الفاظ آپ کے حذف کراتا ہوں اگر آپ نام نہیں لیں گے نام لیں، آپ الزام لگا رہے ہیں۔ اور آپ نام نہیں لے رہے ہیں۔۔۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: XX ہے۔

جناب اسپیکر: XXXXXX۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: XXXXXXXXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXXX۔ بس اور چاہیے۔

جناب اسپیکر: بولیں آگے بولیں۔ بس ختم ہو گیا؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اِسی لیے میں کہتا ہوں بلوچستان میں یہ جو لوگ ہیں XXX۔ میں XX کو باہر بھی کہہ رہا ہوں اور اسمبلی کے اندر شروع دن سے کہتا ہوں۔ باہر بھی، چوک اور چوراہوں پر بھی کہتا ہوں۔ اسمبلی کے اندر بھی کہتا ہوں۔ گوادر، پشین اور چمن کے چوک پر بھی کہا ہے۔

جناب اسپیکر: پھر کہیں ایسا نہ ہو مولوی صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ کے شہر میں بھی مَیں نے چوک پر کھڑے ہو کر XXXXX کہا ہے۔ پشین اور خضدار کے چوکوں پر بھی کھڑے ہو کر XX کو قاتل کہا ہے۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! کہیں ایسا نہ ہو کہ ابھی آپ اسمبلی کے سیشن کے بعد باہر چلے جائیں اور پھر پریس

کانفرنس کریں اور معافیاں مانگیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: کون؟

جناب اسپیکر: آپ۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں نے اب تک پتہ ہے کبھی آپ کے ریکارڈ میں ہے کہ مَیں نے معافی مانگی ہے؟

جناب اسپیکر: ہاں ایک پریس کانفرنس آپ کی تقریباً ہمیں نظر آئی ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بالکل کوئی نہیں ہے جو جنہوں نے جیسے یہ کہتے ہیں کہ آسمان نہیں گرتا ہے۔ XXXXXXX۔XXXXXXX۔XXXXXX۔ اس لیے میں جناب اسپیکر۔۔۔(مداخلت)

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی ظہور صاحب! just one minute۔جی بولیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب اسپیکر! ایجنڈے پر بات کریں تو مناسب ہے۔ نام لینا مناسب نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! اس طرح جیسے کہ عوام نے ہمیں ووٹ دے کر یہاں الزام تراشی کے لئے نہیں بھیجا ہے۔۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: مجھے تو بات کرنے دیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: عوام نے ہمیں ووٹ دے کر یہاں الزام تراشی کے لیے نہیں بھیجا ہے۔ یہ صوبہ دہشتگردی کا شکار ہے۔ اور یہاں آپ بیٹھ کر ایک one sided بیانیہ کو promote کریں گے تو اسکے صوبے پر اثرات اچھے نہیں ہونگے۔ ایف سی ہماری ایک فورس ہے۔ باقی جو حکومتی ادارے ہیں وہ فورسز ہیں۔ بجائے اُن پر الزام تراشی کے میرا خیال ہے کہ ہدایت الرحمٰن ہمارا بھائی ہے اُن کو بھی زیب نہیں دیتا باقی ممبران کو بھی زیب نہیں دیتا کہ وہ اس طرح اُٹھ کے کسی کا نام لیں۔

جناب اسپیکر: غیر موجودگی میں الزام لگانا نامناسب ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب اسپیکر! یہاں ایف سی نے کسی کو قتل نہیں کیا ہے۔ آئے دن ایف سی کے جوان شہادتیں اُٹھا رہے ہیں۔ کیا اُن کی قربانیوں کو ہم بھول گئے ہیں؟ کیا وہاں رات اور دن کو بیٹھ کر ہماری حفاظت کرتے ہیں۔ جہاں تک بات دہشتگردی کی ہے، دہشتگردی ایک بہت وسیع سبجیکٹ ہے۔ اور وہ جو سڑکیں بند کرتے ہیں، وہاں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کو دن دیہاڑے مارتے ہیں، اُن کا تو نام کوئی نہیں لیتا ہے۔ ہم یہ بھی جرات پیدا کریں کہ ان دونوں علمائے کرام کو کس نے شہید کیا ایف سی نے شہید کیا ہے؟

جناب اسپیکر: بالکل سب کو پتہ ہونا چاہیے کہ کس نے شہید کیا ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: اُس کا والد پریس کانفرنس کر کے کہتا ہے کہ جی میرے بیٹے کو کالعدم تنظیموں نے شہید کیا ہے۔اور یہاں ممبران ہم نہیں کہتے ہیں۔ ہم صرف وہ بیانیہ کو فروغ دیتے ہیں جو بیانیہ ریاست کے خلاف ہیں۔مولانا صاحب! آپ بہت اچھے اور سلجھے ہوئے آدمی ہیں۔ایک اچھی جماعت سے آپ کا تعلق ہے۔آپ ایک ذمہ داری کے ساتھ یہاں بیٹھ کر بات کریں۔جس طرح، یہ نہیں ہے کہ ایف سی اور فوج کے خلاف بات کرنی ہے۔وہ بھی اِس ملک کے ادارے ہیں۔وہ بھی تنقید سے بالا نہیں ہیں۔لیکن اگر صرف ہم اِس بات پر اُن پر تنقید کریں کہ ہماری پبلک میں یا سوشل میڈیا میں ریٹنگ بڑھ جائے گی۔لوگ ہمیں واہ واہ کریں گے۔میرا نہیں خیال کہ کوئی اسمبلی کا ممبر کو اِس طرح کرنا چاہیے۔ شکریہ جناب اسپیکر! مَیں معذرت خواہ ہوں مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب سے کہ وہ ذمہ داری کے ساتھ کام کریں گے۔

جناب اسپیکر: مہربانی مہربانی۔ جی ہدایت الرحمٰن صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں نے یہ ریٹنگ کے لیے نہیں کیا۔جس نے میری ماں کو گالی دی ہے۔سوشل میڈیا کے لیے ریٹنگ نہیں کیا ہے۔جس نے، مجھے پتہ ہے اصل میں مَیں جو بات کر رہا ہوں یہ جو بلوچستان کی بدامنی اور جو دہشتگردی ہے جس سے لوگ محفوظ نہیں ہیں، جن کے تانے بانے XX کے، مَیں بطور پارلیمنٹیرین مجھے اختیار ہے۔میری رائے ہے۔ جیسے باقی لوگوں کی رائے ہے اُن کی تعریف کرتے ہیں۔میری رائے ہے مجھے اختیار ہے۔کسی کو ٹوکنے کی آپ اپنی رائے ضرور رکھیں۔آپ اپنی رائے ضرور دیں۔

جناب اسپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ کسی کی غیر موجودگی میں ان کے اُوپر الزام لگانا نامناسب ہے۔لہٰذا یہ الفاظ حذف کیے جاتے ہیں۔ جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: مجھے پتہ ہے کہ آپ حذف کریں گے۔مجھے 100 فیصد پتہ تھا کہ آپ حذف کریں گے اور آپ نے خود کہا تھا کہ میں حذف نہیں کروں گا۔

جناب اسپیکر: آپ غیر پارلیمانی الفاظ، اگر آپ الزام لگائیں گے، الزام تراشی۔۔۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ایک منٹ۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! continue کریں آپ ٹائم لے رہے ہیں۔مہربانی کر کے آپ اپنی بات پر آئیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں continue کر رہا ہوں بھائی آپ چھوڑ دیں۔

جناب اسپیکر: بولیں بولیں۔فورم آپ کا ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بس ایک منٹ میں، بلوچستان میں۔

جناب اسپیکر: مہربانی کر کے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: حکومت اور پارلیمنٹ کے جتنے بھی ممبرز ہیں وہ سر جوڑ کر بیٹھیں۔ بالکل بلوچستان جل رہا ہے بلوچستان مر رہا ہے۔ لوگ محفوظ نہیں ہیں۔ ہمارے علماء کرام اور پارلیمنٹیرین محفوظ نہیں ہیں۔ سیاسی کارکن، عام مزدور، دُکی کے جو مزدور ہیں، دن دیہاڑے، مَیں گیا تھا اُس دن اسپتال میں ایک مزدور کے دونوں پاؤں کٹ گئے تھے، اور 11 شہید ہو گئے تھے۔ دِیر اور سوات کے تھے۔ کوئی نہ دِیر، نہ پنجاب، نہ ملتان، نہ خانیوال کا کوئی بھی مزدور محفوظ نہیں ہے نہ ہمارے بلوچستان کا۔ اور ہمیں اس پر سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیے، حقائق پر بات کرنی چاہیے۔ اور یہ ہمارے سیکورٹی کے اداروں کو XX۔XX،XX،XX،XX۔XXX۔ ٹرانسفرز پوسٹنگ، پی ایس ڈی پی سے ہٹا کر ان کو وہی آئینی ذمہ داری دی جائے کہ بلوچستان کے خاطر آپ 85ارب روپے دیتے ہیں۔ یہ جتنے بھی علماء قتل ہو رہے ہیں تو میری رائے ہے کہ XXXXXX۔XXXXXX۔XXXXXXX۔ یہ بھی جتنے ماؤں کے بچے، لختِ جگر شہید ہوئے ہیں کسی کا اگر عہدہ جاتا ہے XXXXXXXXXXXXX۔ XXXXXXX۔XXXXXXXXX۔XXXXXXX۔ XXXXXX۔ ہم صرف میتیں یہاں ہمارے اسپیکر صاحب! یا ہمارے صرف دو کام ہیں یا مذمت کرتے ہیں یا مولوی صاحب فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اور آمین کہتے ہیں پتہ ہے ہمارا آمین اللہ سنتا بھی ہے یا نہیں۔ پھر بھی ہمارا کام جیسے آمین کرنا ہے مذمت کرنے کے علاوہ گیٹ سے باہر ہمارا کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: .thank you مولوی صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میری بطور سیاسی جماعت، آپ سپیکر ہیں آپ اس صوبے کے بڑے پارٹی کے شہباز شریف صاحب کے نمائندے بھی آپ ہیں آپ وفاق کو بھی کہ صوبے کو بھی کہیں خدارا! بلوچستان پر رحم کریں جو XX ہے X کا کام کریں سیاسی معاملات میں مداخلت نہ کریں۔

جناب اسپیکر: thank you مولوی صاحب۔ سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! پہلے تو میر یونس قائد حزبِ اختلاف میرے بھائی ہیں اُن سے زیادہ عزیز دوست بھی ہیں آپ یقین جانیں آپ کے through میں کہتا ہوں کہ میں نے آپ کی تقریر میں کوئی مداخلت نہیں کی۔ ہم آپس میں بات کر رہے تھے۔ اور یہ تو باتیں ہوتی رہتی ہیں اس طرح گُم سُم ہو کر کے کوئی بھی نہیں بیٹھتا ہے۔ میر یونس نے جن شہداء کا ذکر کیا، ہم اُن میں، اُنکے ساتھ اُنکی جماعت کے ساتھ اُنکے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ وڈیرہ عبدالخالق میرے ساتھ کو لیگ بھی رہا ہے۔ پھر اُنکے بچے بلکہ میں اِس حد تک

☆ بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ XXXXXXXXX,XXXXXXXX,XXXX کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

جاؤں گا کہ موسیانی قوم حالانکہ یہ انکے زہری اسمیں آتی ہے لیکن اِن کے موسیانی ہمارے علاقے میں انکے پورے دو گاؤں ہیں۔اور جب وڈیرہ عبدالخالق یہاں منسٹر تھا۔وہ لعل گل وغیرہ ہمارے قوم کے اُن کے پاس آتے تھے۔نہایت ہی شریف آدمی انسانیت دوست اور ملن سار، اور اُسکا بیٹا اسی طرح مولوی شامیر سے ہم ملے، میں گیا تھا مکران اسی طریقے سے جو شہادتیں ہوئی ہیں دیکھیں ہم یہ کہتے ہیں کہ اُن کا قصور کیا تھا۔ابھی ہم آپ کے چیمبر میں بیٹھے تھے مَیں اور سلیم صاحب ہم نے کہا کہ ظلم ہے۔کوئی کسی کے ساتھ سیاسی طور پر مخالفت میں اُٹھتا ہے آپ اُسکو ماردیں یا آپ کہیں کہ جی یہ حکومت کی طرف سے ہے اس سرزمین کا وہ وفادار ہے آپ اُسکو ماردیں میرا خیال ہے نہ اسلام کہتا ہے نہ انسانیت کہتی ہے نہ دنیا کا کوئی مذہب بھی اس کو appreciate نہیں کرتا ہے۔وہ اسکو condemn کرتے ہیں۔ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ کل آپ خود شاید اُس جنازے میں شامل ہوئے عاصم کرد اُس جنازے میں شامل ہوئے ایف سی کے جوان شہید ہوئے اُنکا جنازہ کل گیارہ بجے ہوا۔اُن کا خون ہم کس کے ہاتھ پر ڈھونڈیں؟ کیا وہ کھمبی کی طرح پیدا ہوئے تھے کیا اُن کے ماں باپ نہیں تھے؟ اُن کی بہنیں نہیں تھیں؟ اُن کی گھر والیاں نہیں تھیں؟ اُن کی اولاد نہیں تھی۔وہ تو اس سرزمین کی حفاظت کر رہے تھے۔آپ اُنکے گھر اُجاڑ دیتے ہیں۔قرآن کہتا ہے کہ ایک قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔تو میرا سوال یہ ہے مَیں آپ کو دکھاتا ہوں میرے موبائل میں کہ جی آپ بی ایل اے، بی ایل اے فار البراق ہے یا البرق ہے یا چرقو ہے جو بھی ہے مَیں تو اُنکو نہیں مانتا۔آپ اُسکے اوپر ہٹ لسٹ پر ٹاپ۔بھئی مَیں نے کسی کا کیا قصور کیا ہے؟ مَیں نے جا کے خضدار میں، تربت میں، پنجگور میں، اور ماڑا میں، کوئی ایک اِنچ زمین کیا کسی کا قبضہ کیا ہے؟ میرا ایک وجود ہے میرا ایک علاقہ ہے۔مُجھے اس پر فخر ہے۔مُجھے اپنی قوم پر فخر ہے۔تو میں اس وجہ سے کہ میں سچ بولتا ہوں۔وہ آپکو کڑوا لگتا ہے۔اور آپ مُجھے ٹاپ آپ دی لائن ہٹ لسٹ پر رکھا ہے۔وہ بھائی آپ کے ہاتھ میں میری موت نہیں ہے۔میری موت جس نے مُجھے پیدا کیا ہے اُس کے ہاتھ میں ہے۔آپ لوگوں نے میرے آگے بارودی سرنگیں رکھیں، آپ لوگوں نے مجھے راکٹ لانچر مارے، مجھے ہیوی مشین گن سے مجھ پر فائر کیا۔الحمداللہ آج 35 سالوں سے میں اِس ایوان میں کھڑا ہوں۔میرے لوگوں کا مجھ پر اعتماد ہے۔میں چیلنج سے کہتا ہوں کہ جو کہتے ہیں کہ 47ء کی پیداوار، فلاں 47ء کی پیداوار ہے فلاں، مُجھے الحمداللہ اپنی قوم پر فخر ہے۔ مجھے اپنے عوام پر فخر ہے، انٹرنیشنل لیول پر چیلنج سے کہتا ہوں کہ ایک دس ووٹ کوئی ثابت کرے کہ مجھے کوئی کسی ادارے نے یا کسی نے دیئے ہوں۔میری قوم نے میرے اوپر اعتماد کیا ہے۔میرے والد پر اعتماد کیا ہے، میرے تایا پر اعتماد کیا ہے۔میری ایک بیوی تھی جو پنجاب سے تعلق رکھتی تھی۔دو دفعہ جنرل سیٹ پر لڑ کر آئی ہے، یہ خواتین اسکی گواہ ہیں۔میرے علاقے کا اعتماد ہے۔میرا قصور کیا ہے؟ میرا قصور یہ ہے کہ آپ کے چند اُنگلیوں پر گنے ہوئے لوگ، میرے دو یونین کونسل ہیں بغاؤ کے۔وہاں آ کے آپ نے جوان مردی بہت بلوچیت اپنی دکھائی، اپنی طاقت دکھائی کہ ٹاور جو ایک لو

ہے کا بے جان چیز ہوتی ہے، اُس کو آپ اُڑا کے چلے گئے۔ اُس سے آرمی چیف یا وزیراعظم، صدر، کور کمانڈر، سیکٹر کمانڈر، وزیراعلیٰ، یا گورنر پر کیا اثر ہوتے ہیں وہ تو سیٹلائٹ بھی اُنکے پاس ہے۔ پتہ نہیں کون کونسی آج کل ٹیکنالوجیز ہیں۔ تباہ کو ن ہوئیں وہ دو یونین کونسل آج اُن کا بیمار ہوتا ہے تو اُس کو لے جانے والا کوئی نہیں ہے اُن کا رابطہ دُنیا سے کٹا ہوا ہے۔ آپ کی جوان مردی، آپ کی مردانگی کو مَیں سلام پیش کرتا ہوں کیا آپ بلوچ ہیں؟ کیا بلوچیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا آپ آزادی کی بات کرتے ہیں کہ آپ نہتے ایک بس جاری ہے۔ ہمارے باپ دادا کی روایات تھیں یہ جو بلوچ بیٹھے ہیں وہ نواب خاندان کا بیٹھا ہے۔ یہ بلوچ بیٹھا ہے، یہ بیٹھا ہے۔ کیا ہم اپنے مہمان کی حفاظت کرتے تھے، یا مہمان کو قتل کرتے تھے؟ کیا یہ بلوچی روایت ہے؟ یا آپ پشتون ہیں۔ کیا آپ پشتونوں کی یہ روایت ہے کہ آپ کے گھر میں ایک مہمان آیا اور آپ اُس کو ذبح کردیں؟ مَیں ایسی بلوچیت اور ایسی پشتونیت پر لعنت بھیجتا ہوں وہ اُس قوم پرستی پر کہ وہ کہے کہ اپنے مہمان کو قتل کریں۔ آپ ایک بس جا رہی ہے آپ اُس، اُدھر تو آگے اُس کے پاس پٹاخا بھی نہیں ہے۔ آپ نقاب لگا کے اور BLA کے جھنڈے لگا کے اُنکو اُتارتے ہیں اور بائیس بائیس آدمی قتل کردیتے ہیں۔ یا جیسے مولانا صاحب نے کہا کہ اُس کی ٹانگیں اُڑی ہیں۔ اُس کے خاندان کو کون جواب دے گا گیارہ شہید ہوگئے ہیں۔ وہ معذور ہوگیا، مر گیا۔ وہ روز روز مرے گا۔ اُس کے بچے روز روز مر رہے ہیں۔ اُس کی بیوی روز روز مر رہی ہے۔ آپ اپنے سینے پر ہاتھ رکھیں جس کی ٹانگیں کٹی ہوں جس کے ہاتھ کٹے ہوں وہ ایک مرد ہے۔ اب اُس کی پوزیشن کیا ہے۔ کہ معذرت کے ساتھ، کہ باتھ روم تک وہ محتاج ہوگیا ہے۔ تو کیا آپ اِس کو آزادی کہتے ہیں یہ آزادی ہے یہ بلوچستان کی آزادی ہے ایسی آزادی پر لعنت بھیجیں، کل رات تین نائی کی دکان میں گُھس گئے تین نائیوں کو پنجگور میں مار دیا گیا رحمت صاحب کے حلقے میں۔ آپ کو پتہ ہے، کسی نے اُنکے لئے اِدھر دُعا کرائی ہے۔ کیا وہ پاکستانی نہیں تھے؟ کیا وہ کسی کی اولاد نہیں تھی؟ کیا وہ کسی کے شوہر نہیں تھے؟ کسی بہن کے بھائی نہیں تھے؟ اُس کا کیا قصور ہے کہ وہ پیٹ کے لئے، وہ تو فوج کو تو، وہ اُسکا انفار مریا اُس کا سہولت کار تو نہیں بنا ہوا ہے۔ وہ آپ کے بال کاٹتا ہے۔ وہ آپ کی شیو بنتا ہے۔ آپ کے لئے ایک حمام کُھولا ہوا ہے۔ جس پر جا کے آپ اپنی غلاظت صاف کرتے ہیں۔ اُس کا یہ قصور ہے کہ اُس کا سندھ سے تعلق تھا۔ سندھی کا کیا قصور تھا میرا بھائی؟ کسی نے، کسی نے کنڈم کیا ہے؟ کیوں؟ آپ مجھے ماریں گے۔ مَیں کہوں کہ جی بِسمِ اللہ آپ بلوچستان کو آزاد کر رہے ہیں آپ مجھے ماریں۔ مُجھ میں طاقت تھی میں آپ کو ماروں گا۔ نہیں تھی، وہ کبوتر کی طرح، وہ پتہ نہیں کیا، وہ کون سا پرندہ ہوتا ہے جو سر زمین میں ڈال دیتا ہے۔ میں بھی وہ کروں گا۔ خدارا! یہ جو کہتے ہیں کہ بلوچستان میں آگ لگی ہوئی ہے۔ کون سا بلوچستان؟ آپ، اُس نے میر ظفر نے پانچ، چھ آدمیوں کا نام لیا۔ باقی بلوچستان، محمود خان یا میں کسی کا ایک نام میرے ویسے آگیا ہے۔ کیا یہ بلوچستان کے مالک ہیں۔ باقی کوئی قبائل نہیں ہیں۔ باقی کوئی میر و معتبر نہیں ہیں۔ کوئی نواب نہیں ہیں۔

کوئی اچھا بلوچستانی نہیں ہیں؟ ہم بھی کہتے ہیں، دیکھیں دُنیا میں کوئی ریاست امریکہ سب سے سپر پاور ہے۔ ہر آدمی پر ایک سیکورٹی والا کھڑا نہیں کرسکتا ہے۔ آپ لوگوں کے تعاون سے علاقے کے تعاون سے امن قائم ہوتا ہے۔ ہم آپ سے کیا چاہ رہے ہیں۔ فوج اور ایف سی آپ سے کیا چاہ رہی ہے۔ کیا آپ کے پاس آتے ہیں، آپ کی زمین ہے آپ کے چمن میں۔ آپ کا اپنا اچکزئی آپ کے اپنے فریقین کا لٹ بندی ہوئی پڑی ہے۔ اِس طرف اُس کا کھیت ہے، اِس طرف آپ کا کھیت ہے کیا آپ اُس کو چھوڑتے ہیں؟ نہیں چھوڑتے ہیں۔ آپ کی اپنی قوم ہے آپ کا اپنا خون ہے۔ کہ بھئی آپ کے ریوڑ، آپ کے بھیڑ بکری میرے کھیت میں کیوں آئے؟ ایک اجنبی آتا ہے۔ آپ کے علاقے پر مالکانہ حقوق کا دعویٰ کرتا ہے۔ تُم کہاں سے ہو؟ صرف یہ ہے کہ تمہارے پاس راکٹ لانچر ہے۔ تمہارے پاس ہیوی مشین گن ہے۔ گن پوائنٹ پر رکھ کے لوگوں کو تم تبلیغ کرتے ہو۔ کل آپ دیکھیں اور ناچ والا ایس ایچ او کی گاڑی میں BLA کا جھنڈا لگا ہوا ہے۔ چند بچے جمع ہیں، نعرے لگا رہے ہیں۔ آپ نے یہ تھانہ جلایا کس کا جلایا؟ اسی بلوچستان کا تھا۔ یہ فوج کے باپ کا تھانہ نہیں تھا۔ یہ میرے باپ کا تھانہ نہیں تھا، آپ کے، آپ کے وہاں آپ کے جو قاتل ہیں، جو آپ کے چور ہیں ڈکیت ہیں جو وہاں بند ہوتے تھے۔ پکڑے جاتے تھے۔ آپ کو ریلیف ملتا تھا۔ آپ نے جا کے نعرے لگا کے اور پتہ نہیں اُلٹے سیدھے موٹر سائیکل اور اُلٹے سیدھے ٹیڑھے پیڑھے جوتے پہنے ہوئے ہیں آپ نے اپنے آپ کو سرمچار، آپ اپنے کردار میں جائیں۔ آپ آئیں ہمارے ساتھ بحث کریں کہ آپ کو فنڈنگ کہاں سے ہو رہی ہے؟ آپ گن پوائنٹ پر کوئلے والوں سے پیسے لے رہے ہیں۔ آپ گن پوائنٹ پر جو تریاق کاشت ہو رہی ہے اُس سے پیسے لے رہے ہیں۔ میرے پاس پرچیاں ہیں۔ اگر مَیں نہیں produce کرسکا، مَیں اسمبلی کی رکنیت چھوڑ دوں گا کہ ٹھیکیداروں کو پرچی جاتی ہیں کہ اتنے پرسنٹ ہم کو پہنچائیں مَیں اِس اسمبلی produce کروں گا اُن آفیسروں کو، چاہے وہ میرے ڈیپارٹمنٹ کے ہیں۔ سلیم کے ڈیپارٹمنٹ کے ہیں، اریگیشن کے ہیں۔ جس جس ایریے میں کہ اُن کو فون آتا ہے کہ اِتنا بل تم نے لیا ہے'' مئے کُگڑءَ دئے''۔ ''کُگڑ'' معنیٰ ''مرغا'' دیں۔ دس پرسنٹ مرغا۔ آپ کس حیثیت میں یہ لے رہے ہیں۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ ہم پر نوابوں نے، سرداروں نے، معتبروں نے، وڈیروں نے، فوج نے، ایف سی نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ ظلم تو آپ کر رہے ہیں۔ آپ کہاں سے لا رہے ہیں یہ ہتھیار؟ آپ کے گھر میں تو آپ کے جو بچے ہیں وہ بھوک سے مر رہے ہیں۔ رات کی مَیں آپ کو ایک مثال دوں۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! ایک سوال ہے کہ یہ بات تو واضح ہوگئی ہے، مولوی صاحب کی طرف سے کہ ایف سی یہ کر رہی ہے وہ کر رہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جو ایف سی ہے یا سیکورٹی فورسز کے جوان شہید ہو رہے ہیں اِنکو کون مار رہا ہے اِن کی طرف کیوں جا رہے ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: اس کو میں خود ڈھونڈ رہا ہوں کس کے ہاتھ پر ڈھونڈوں۔

جناب اسپیکر: اس کا نام کیوں نہیں لیا جاتا ہے یہاں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: سر! میں آپ سے یہی عرض کر رہا ہوں، حلفاً کہتا ہوں میرے منہ میں روزہ ہے میں باوضو کھڑا ہوں نماز پڑھ کے کھڑا ہوں۔ لآ اِلٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ کل ایک لڑکا کاہان سے سوار ہوا، وہ سید ہے میرے پاس اِدھر بیٹھا ہوا ہے اس کے ساتھ ایک مری لڑکا سوار ہوا۔ کاہان سے اُس نے رونا شروع کیا چھ گھنٹے کوئٹہ تک روتے ہوئے آیا۔ یہ میرے ساتھ سید بیٹھا ہے۔ ابھی آپ کے چیمبر میں تھا یہ جو میں نے کہا یہ احمد شاہ ہے۔ کہتا ہے سب اُسکو تسلی دیئے کہ کیوں رو رہے ہو۔ کہتا ہے میں تربت کے ساتھ کوئی دَشت ہے جگہ، کہتا ہے دَشت میں مَیں وہاں مزدوری کرتا ہوں چھ چھ موٹر سائیکلوں پر آجاتے ہیں۔ کہتا ہے سلام ہے اُس مکران کے بندے کو جس کی دکان پر میں کام کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے بچایا ہے۔ کہ جی یہ میرا مزدور ہے۔ یہ بلوچ ہے مری ہے، وہاں سے وہ بھاگا ہے کاہان میں گھر آیا ہے ۔اُس کے گھر میں صبح کی ہے شام کی نہیں ہے۔ اُس کے باپ نے کہا یا تو گولی کھاؤ یا جاؤ مزدوری کرو۔ وہاں اس کو گن پوائنٹ پر گاڑی میں سوار کیا ہے، وہ کوئٹہ پہنچا ہے۔ ابھی آگے کدھر جا کے مزدوری کرتا ہے کوئی پتہ نہیں ہے۔ پیچھے سے انکی حالت یہ ہے۔ اور جہاں یہ شاپنگ کے لیے جاتے ہیں، مَیں اِس چیز کا witness ہوں۔ میں علی الاعلان Floor of the House کہتا ہوں کہ میرا وہاں ایک دوسُرکہ ہے وہاں چھوٹی چھوٹی کیبنز ہیں۔ اِن کا ایک آیا جو مسوری تھا، چرواہا تھا، بھیڑ بکریاں ہمارے کھیترانوں کی چراتا تھا۔ وہ آیا جو جراب دیہات میں 50 روپے کی ہے، بارہ بارہ سو روپے کے لے گیا، یہ نسوار کی وہ کاغذ سا ہوتا ہے یہ ادھر ڈالتے ہیں۔ وہ میرا خیال ہے کہ پانچ روپے کا دس روپے کا ہے۔ پانچ، پانچ سو روپے کا وہ لیا۔ میرے کھیتران بتا رہے تھے کہ جب اُس نے پیسے نکالے اِتنے بنڈل تھے اُس کے پاس۔ اور وہ چرواہا ہے پہاڑ پر وہ ہمارا اسسٹم ہوتا ہے کہ وہ سال کے بعد حساب ہوتا ہے اُسمیں کچھ اُس چرواہے کو مل جاتے ہیں، باقی مالک کے۔ اور وہ جو بچے آپ کے علاقے میں دیتے ہیں۔ پیچھے سے تمہاری اوقات وہ ہے۔ اور یہاں آپ کے پاس راکٹ لانچر ہے، ڈرون ہے، جدید ڈرون ہے جو پندرہ بیس لاکھ روپے میں آتا ہے، جو مارٹر پھینکتا ہے، جو جس میں night vision ہے۔ میرے بھائی آپ پہلے بلوچستانیوں کے حقوق کی بات کرتے ہو۔ تم اس کا حساب دو کہ یہ تم کہاں سے لائے ہو؟ تم بھتے سے لیتے ہو؟ ہمارے دشمن ممالک سے تم کو امداد آ رہی ہے۔ اُنہی کے گھوڑے پر تم ناچ رہے ہو، آجائیں بشیر زیب کیوں اُدھر چھپا ہوا ہے؟ آئیں ناں اِدھر۔ آئیں بسم اللہ ڈاکٹر اللہ نذر کدھر ہے؟ باہر بیٹھ کے آپ سہولت کاری کرتے ہو۔ اور ان کو فنڈنگ کرتے ہو۔ اور خود عیاشیاں کر رہے ہو۔ دوسروں کو بھی عیاشیاں کرا رہے ہیں۔ جناب یہ کوئی آزادی کی جنگ نہیں ہے۔ یہ دشمن ملک، دشمن ایجنڈا ہے۔ الحمدللہ، دیکھیں! مَیں ایک بات کہتا ہوں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم آزاد

بلوچستان کی بات کرتے ہیں۔ بی ایل اے کی بات کرتے ہیں۔ ہم اِس دھرتی کے یہ زمین ہماری ہے، پاکستان نہیں ہے، پاکستان، مَیں نے سنی ہے حیربیار کی تقریر۔ میرے بھائی آپ پہلے یہ تو فیصلہ کریں، مَیں نام لے کے کہہ رہا ہوں میر حیربیا رمری کو کہ آپ اپنے کوہلو کا پہلے فیصلہ کریں کہ وہاں مری کے تین، یہ ہمارے تقسیم میں ہیں، کھیتر ان، مری، بگٹی، گورچانی، لغاری، ایک full tribe ہے، پھر اُسکے Major three tribes ہوتے ہیں۔ مریوں کے بجارانی، گزینی، لوہارانی۔ جسٹس نواز مری کی شہادت کس کا، اُسکا خون کس کے ہاتھ پر ڈھونڈوں؟ وہ مری تھا یا نہیں؟ آپ آج پہلے تو طے یہ کریں کہ بجارانیوں کو بھی سینے سے لگائیں، لوہارانیوں کو بھی سینے سے لگائیں، آپ تو گزینی ہیں، گزینی کے بھی کتنے لوگ ہیں اُدھر۔ سب کو سینے سے لگا کے آپ کوہلو کو ایک کر کے دکھائیں پھر میں آپ کو سلوٹ کروں گا۔ میں بھی آپ کے ہاتھ پہ بیعت کروں گا کہ جی آئیں یہ بلوچستان کو آزاد کررہے ہیں، ہم غلام ہیں۔ ڈاکٹر ماہ رنگ گورنمنٹ کے پیسوں سے میڈیکل کرتی ہے، ایم بی بی ایس بنتی ہے۔ ڈاکٹر اللہ نذر گورنمنٹ کے اِسی ضلع کے کوٹے سے اس حکومت کے اس مملکت پاکستان کے پیسوں سے ڈاکٹر بنتا ہے اور وہ قتل کرتا ہے۔ تم نے لوگوں کو شفاء دینی تھی یا تم نے لوگوں کو موت دینی تھی؟ یا ڈاکٹر ماہ رنگ تم نے جا کے جلسے، جلوس کرنے ہیں یا تم ایک جگہ اپنے علاقے میں بیٹھیں، ہم تم کو اور تم ہم کو نہیں مانتے۔ اپنے علاقے میں بیٹھیں چار خواتین آتی ہیں پردہ دار خواتین ہیں، اُن کا علاج کریں، ہم آپ کو سیلوٹ کریں گے، تم کس طرف لے جا رہی ہو۔ جو خواتین کا دھرنا ہوتا ہے۔ بلوچ کی روایت ہے، ہم اپنی خواتین کو پردے میں رکھتے تھے۔ آج ہر ذاتی دشمنی کا قتل ہوتا ہے۔ روڈ بند، کس کے لیے روڈ بند کر رہے ہو؟ اُن کے پاس یہ جو قائد ایوان ہے۔ اس کے پاس تو دو جہاز کھڑے ہیں۔ ہیلی کاپٹر الگ ہے جہاز الگ ہے۔ اِس کا دل کرے ڈیرہ بگٹی ہیلی کاپٹر میں چلا جاتا ہے۔ اِس کا دل کرے خضدار ہیلی کاپٹر میں چلا جاتا ہے۔ اِس کا دل کرے اسلام آباد چلا جائے اس کے پاس جہاز ہے اس کے پاس Light-jet ہے۔ عذاب کون ہوتا ہے؟ پرسوں میری ساس کراچی سے سفر کر رہی تھی، 30 گھنٹے کے بعد خضدار اریا روڈ بند تھا، 30 گھنٹے یہاں سے ہے حیدرآباد والے راستے سے، بولان والے راستے آئی، پہاڑوں پر روڈ بند ہیں، روزے سے تھی۔ میرا سالا بھی اُس کے ساتھ تھا ذلیل ہو کے آیا ہے آج دوسرا دن ہے پڑی ہوئی ہے بزرگ خاتون ہیں، اُٹھ نہیں سکتی ہیں بس کی سیٹ پر تیس، پینتس چالیس گھنٹے بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ کس کو تکلیف دے رہے ہو کور کمانڈر کو؟ اُس کے پاس تو جہاز کھڑا ہے۔ مرد بنو جاؤ اُس کے گھر میں گھسو اسکے دفتر میں گھسو اُڑاؤ اُسکا جہاز اڑاؤ اسکو پیدل سفر کراؤ پھر روڈ بلاک کرو۔ سفر کون کر رہا ہے؟ میں کر رہا ہوں آپ کر رہے ہیں یہ کر رہا ہے وہ کر رہا ہے۔ آپ نے اُن کو ذلیل کیا ہے۔ اچھا! اُس دن وہ اے سی کا میں نے دیکھا ہے وہ اُدھر وہ اُن کو مارا ہے لیویز والوں کو تھانے کے ساتھ، وہ اُن کی لاشیں اور زخمیوں کو اٹھانے جا رہے ہیں، ایک خاتون ہے اُسکے آگے کھڑی ہوگئی۔ اب کیا کرو گے خاتون کے ساتھ۔ اگر آپ اس کو تھوڑا سا دائیں بائیں

کرتے ہو، اوہو بس قیامت آ گئی۔ جیسے مولوی نے کہانا کہ آسمان گر گیا، نہ کہ زمین پھٹ گئی۔ اِس نے اِس خاتون کے ہاتھ میں پکڑ کے سائیڈ پر کیا۔ بس دنیا اُلٹ گئی۔ چاہے وہ پشتون ہے چاہے وہ بلوچ ہے کوئی بھی عورت ہے۔ خدارا! اِس صوبے پر ترس کھاؤ۔ آؤ ہم نے کب کہا ہے کہ نہیں آؤ۔ کس نے یہ پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے 65 لوگوں میں سے کس نے کہا کہ ہم انکے ساتھ بات چیت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ آئیں بات چیت کریں صوبے کی بھلائی کے لیے، اس کے عوام کے بارے میں، مولانا صاحب نے تو بہت سارے الزام لگا دیے کہ ایف سی ڈیزل بیچتی ہے۔ ایف سی یہ کرتی ہے۔ مَیں مان لیتا ہوں، کرتی ہوگی۔ باقی جو لوگ ہیں وہ دودھ کی نہریں نکال کے بیٹھے ہیں۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! بہتی گنگا میں ہاتھ دھو رہے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: میں یہی کہہ رہا ہوں کہ باقی، باقی دودھ کی نہروں پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ وہاں سے کٹورے یا شہد کی، اگر کاروبار کر رہا ہے مکران کا ایک بلوچ کاروبار کر رہا ہے، اگر وہ سمگلنگ کر رہا ہے مثال کے طور پر اگر ایف سی نے لے لی تو کون سی قیامت آ گئی؟

جناب اسپیکر: جی۔ Order please, order in the House.

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: کون سی قیامت آ گئی اگر کسٹم نے، کسٹم آپ کو حساب دیتا ہے۔

جناب اسپیکر: conclude please.

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: کوسٹ گارڈ کو دیتے ہیں، فشریز کے جو افسر ہیں اُنکو دیتے ہیں۔ اول تو یہ چیز نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو ایف سی والا لے گئے تو کون سی قیامت آ گئی۔ اور کون نہیں لے رہا ہے۔ مجھے وہ دودھ کا دُھلا دکھائیں ذرا اس ایوان میں، عرض ہے ان چھوٹی چیزوں میں پڑے نہیں۔ کیا سی ایم چاہے گا، قائد ایوان ہے، ابھی تو اِدھر سے چلا گیا ہے پہلے اُدھر ہوتا تھا۔ وہ چاہے گا کہ میری گورنمنٹ مجھ سے ذلیل ہو؟ میں ذلیل ہوتا رہوں؟ آپ کے سوشل میڈیا پر، اب مجھے رات بڑی ہنسی آئی، اِن کا بہت بڑا ایک سپر کمانڈر مار دیا گیا، مردار ہوا۔ منشی، منشی عیدو، غلام رسول پتہ نہیں اس کے کیا کیا نام تھے؟ آگے سے البراق ہے یا براق ہے وہ کہہ رہی ہے 13 آدمی ہم نے ایف سی کے ایسے مارے پھر اُن کو ہنی ٹائم کر کے آٹھ اور مارے، اکیس، بائیس۔ مَیں آپ کو چیلنج سے کہتا ہوں کہ آخر وہ کتے یا بلے تو نہیں تھے کہ پھینک دیا اُن کو روڈ پر۔ اُن کا کفن ثابت کرو اُن کا جنازہ آخر وہ کسی کے بھائی، بھائی شوہر، باپ تو ہوں گے۔ آپ کسی گھر میں جا کے دیکھو کہ اُس کی فاتحہ پر کوئی بیٹھا ہے یا اُس کا جنازہ۔ اگر دو ایف سی کے جنازے کل اِدھر پڑھے جاتے ہیں، جہاں بائیس آدمی ایف سی کے مارے گئے یا 21 مارے گئے، وہ اُن کو اجتماعی قبروں میں وہ کہاں ہیں آپ لوگوں کے علاقے میں ایک تو تک ہے کیا ہے؟ جہاں اجتماعی قبر، ہاں۔ ہاں جو نکلی تھی کس نے کی ہے کہ تو پھر تو اُنکی بھی، پھر تو سلام ہے حکومت کو کہ اپنے

جانثاروں کو جو اس دھرتی پر اپنی جان قربان کر رہے ہیں، جس پر اپنی زندگیاں قربان کیئے ہیں آپ اُن کو تو تک کی طرح اجتماعی قبروں میں ڈال رہے ہیں پھر اس حکومت کو سلام ہے۔

جناب اسپیکر: جی ok, thank you سردار عبدالرحمٰن صاحب.thank you.جی جناب زمرک خان اچکزئی صاحب کا پہلے اُنکا نام آیا تھا جی زمرک خان اچکزئی صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ جناب اسپیکر صاحب! پہلے تو میں جمعیت علماء اسلام کے جو لیڈرشپ جس میں مولانا شامی صاحب، وڈیرہ صاحب، سرور صاحب، اُن کی شہادت کی مذمت کرتا ہوں۔اور مطالبہ کرتا ہوں کہ حکومت اور تمام فورسز ایجنسیاں جلد سے جلد اُن کے قاتل کو گرفتار کرے۔ جناب اسپیکر صاحب! معذورت چاہتا ہوں کہ دو گھنٹے ہو گئے ۔یہ سیشن چل رہا ہے۔میر ظفر صاحب بہت عرصے بعد آیا۔اُس نے اپنی کچھ اپنی داستان اور اپنی تحفظات تھے اور بیان کیئے بالکل صحیح ہیں۔لیکن آپ سے ایک درخواست ہے اور یکویسٹ کرتا ہوں کہ آپ تھوڑا سا سیشن کو قانون کے مطابق اور رولز کے مطابق چلائیں۔اپوزیشن لیڈر نے بات کی۔اُس بات کو آگے بڑھنے کیلئے آپ کارروائی کر کے پھر بعد میں جتنے بھی ممبرز ہیں یا جتنے بھی پارلیمانی لیڈرز ہیں۔

جناب اسپیکر: exactly زمرک خان صاحب! یہی میری ریکویسٹ تھی اور میں نے اُن سے کہا بھی کہ آپ اپوزیشن لیڈر کی۔۔۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: ہم آپ کا ساتھ دیں گے آپ سختی کرلیں۔اپوزیشن لیڈر کا حق ہے کہ بالکل ایک ایمرجنسی اور ایک ایسی مذمتی قرارداد ہو یا بات کرنا چاہتے ہیں تو اُس کا حق بنتا ہے۔باقی اگر ممبرز بات کرنا چاہتے ہیں تو اُن کو آپ موقع دے دیں۔اگر ایک ممبر یہ سمجھتا ہے کہ جی بس مجھے اگر بات کرنے نہیں دیا تو میں چلا جاؤں گا۔اور ایجنڈے کے بعد کوئی نہیں بیٹھے گا۔یا وہ بات ہی نہیں کرنا چاہتا ہے ایجنڈے کے بعد تو چلے جائیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔میں یہ ریکویسٹ کرتا ہوں۔اور اِس طرح کے جو حالات بنتے ہیں۔میں تھوڑی سی دو تین منٹ بات کروں گا۔

جناب اسپیکر: جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میں زیادہ تفصیلی بیس بیس منٹ یہاں ہر ممبر بات کرتے ہیں۔ماشاءاللہ اچھی بات ہے۔ اِس طرح کے واقعات بلوچستان میں حقیقت میں جو ہمارے ممبروں نے ہمارے دوستوں نے بات کی۔حالات کچھ بہتر نہیں ہو رہے ہیں۔حالات جو ہیں وہ کنٹرول سے نکل رہے ہیں۔اور سوال اُٹھتے ہر ایک آدمی، ہر ایک عوام ہر بندہ یہ سوال اُٹھتا ہے کہ جی کون اس کا ذمہ دار ہے ۔ اسمبلی ہے، ہم یہاں 65 ممبرز اگر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو کیا ہماری responsibility بنتی ہے کہ ہم نے اِس کا تدارک کرنا ہے۔یا اسٹیٹ آف گورنمنٹ کی ہے۔اِس میں سوال یہ اُٹھتا

ہے۔ کہ سب سے پہلے گورنمنٹ پر اُنگلی اُٹھتی ہے کہ جی آپ نے عوام کیلئے کیا کیا ہے؟ ہر روز یہاں لوگ مرتے ہیں۔ ڈاکے ڈالتے ہیں۔ روڈز بلاک ہوتے ہیں۔ نہ کوئی سبی جا سکتا ہے۔ نہ کوئی خضدار جا سکتا ہے نہ کوئی کراچی جا سکتا ہے نہ کوئی ژوب جا سکتا ہے۔ بلکہ چمن اور قلعہ عبداللہ کا بھی آپ کو پتہ ہے کہ کیا حالات ہیں۔ لوگ ہم سے سوال پوچھتے ہیں۔ مجھے ووٹ دیا ہے آپ کو ووٹ دیا ہے۔ کہ جی آپ نے کیا کیا ہے؟ چلو قلعہ عبداللہ کا میں ذمہ دار، چمن کا آپ ہیں، باقی صوبے کا کون ہے۔ کل مجھے سے کوئی سوال کرتا ہے۔ آپ نے سوشل میڈیا پر جناب اسپیکر صاحب! آپ نے دیکھا ہوگا کابل میں بیس، امریکن فوجی مارے جاتے ہیں۔ اُس کا ماسٹر مائنڈ ایک دن کے اندر امریکہ پہنچ جاتا ہے۔ اور ہمارے ملک میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ بموں میں اُڑائے جاتے ہیں۔ ہمارے یہاں سول ہسپتال میں 65 وکلاء شہید ہوئے ہیں۔ ہمارے اے پی ایس میں سینکڑوں چھوٹے چھوٹے بچے شہید ہوئے۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو، ایف سی کا جوان شہید ہوتا ہے۔ پولیس کا ہوتا ہے۔ کوئی بھی بیگناہ یہاں شہید ہوتا ہے۔ آج تک کوئی نہیں پکڑا گیا۔ اور وہ داعش کا کمانڈر ایک دن میں اور وہ بھی کابل میں، نہ کوئی اسلام آباد میں، نہ کوئی کوئٹہ میں، اُس کو ایک دن میں اُن کے حوالے کیا جاتا ہے۔ کیا ہم ٹرمپ کے اِتنے غلام بن گئے؟ ہم اُس وزیر اعظم سے پوچھتے ہیں آپ کی پارٹی کا ہے۔ میرے خیال سے اُس کو گولڈ میڈل مل گیا۔ اِتنی تعریف ٹرمپ نے اُن کی کی ہے کہ ماشاءاللہ اتنا زبردست کام کیا ہے آج تک اِس عوام نے کسی سے نہیں پوچھا ہے۔ کس کو کس طرح اُڑایا جاتا ہے۔ شامیر صاحب کو کس نے کیا ہے، سرور صاحب کو کس نے کیا ہے اور اِس پر ہم خاموش رہتے ہیں۔ یہ میں سوال کرتا ہوں۔ کوئی بیگناہ آدمی اگر قتل ہوتا ہے اُس کو بموں میں اُڑایا جاتا ہے۔ عوامی نیشنل پارٹی نے ہمیشہ اُس کی مخالفت کی ہے۔ ہم عدم تشدد کے پیروکار رہے۔ ہم باچا خان کے فلسفے کے پیروکار ہیں اور یہی اُس کا راستہ ہے امن کا راستہ یہی ہے۔ شریعت کا راستہ یہی ہے۔ اِسلام کا راستہ یہی ہے کہ ہم اِسی طرح امن لا سکتے ہیں۔ لیکن ہم نے آج تک نہیں لایا۔ سوال ہی سوال اُٹھتے ہیں۔ آج ہمیں بھی تھریٹ مل گیا ہے کہ جی کوئٹہ میں نہیں نکلنا ہیں۔ بھئی دو گاڑیاں آئی ہیں دو موٹر سائیکلیں آئی ہوئی ہیں۔ عام عوام کو میسج ملتا ہے کہ جی احتیاط کریں۔ بازاروں میں نہ جائیں۔ کیا کریں گے ہم لوگ، ہم چاہتے ہیں کہ مل بیٹھ جائیں۔ گورنمنٹ، عوام، اسمبلی مل کے اِس مسئلے کا حل نکال سکتے ہیں۔ otherwise نہیں، ہم نہیں چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں بدامنی پھیل جائے۔ ہم نہیں چاہتے کہ پاکستان میں کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے۔ لیکن ہمیں تو سُنا جائے۔ ہم کیا تجویز دیتے ہیں۔ ایک سال کے اِس پیریڈ میں مجھ تو کسی نے نہیں پوچھا عوامی نیشنل پارٹی نے ہزاروں کی تعداد میں قربانیاں دیں۔ بلوچستان میں دیئے، چمن میں دیئے ہیں، یہاں دیئے، خیبر پختونخوا میں اپنی گورنمنٹ کے دوران ہمارے ہزاروں کارکنان شہید ہوئے۔ آج تک ہم سے کسی نے نہیں پوچھا۔ جتنے بھی یہاں Stakeholders ہیں۔ اِس سب کو بیٹھنا چاہیے، سوچنا چاہیے، چاہے وہ حکومت کے نمائندے ہوں، چاہے اپوزیشن

کے نمائندے ہوں، چاہے باہر کے نمائندے ہوں۔ اِس اسمبلی کے حصہ بھی نہ ہوں۔ اُن کو بیٹھائیں کہ بھئی کیا ہورہا ہے۔ روز بروز ہو رہا ہے۔ اَب پندرہ سال جس طرح میر ظفر صاحب نے کہا۔نواب اسلم کے دَور سے لیکر آج تک آپ سوچ لیں۔ کہ کیا امن وامان کے اِس حالات میں ہم بہتری کی طرف گئے ہیں یا ہم پیچھے گئے ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ ہم بہت پیچھے گئے حالات روز بروز خراب ہو رہے ہیں۔ اُس وقت بہت اچھے حالات تھے۔ اُس کے بعد 2013ء سے 2018ء تک بہت اچھے حالات تھے۔ آپ 2018ء سے 2024ء تک دیکھیں۔ وہ کونسے حالات تھے۔ آج تو اور حالات بن رہے ہیں۔ ہم اپنی حفاظت خود نہیں کر سکتے ہیں۔ ہر ایک law enforcement agencies کے نمائندے اپنی حفاظت کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: تو آپ گورنمنٹ کا حصہ ہیں اس کو ٹھیک کریں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: تو میں حصہ ہوں مجھ سے تو پوچھ لیں کہ میں کتنا اختیارات رکھتا ہوں۔ اسپیکر صاحب! آپ بُلا لیں۔ میں نے آج بھی کہا ہے کہ بھئی ہمیں بٹھا دیں۔ ہم آپ کو تجویز دیں گے۔ میں تو کوئی ایجنسی کا سربراہ نہیں ہوں۔ میرے پاس تو فورس نہیں ہے میرے پاس تو عوام کی طاقت ہے جو مجھے ووٹ دیا ہے۔ اُس عوام کی طاقت کو کوئی سُن لے۔ میں نہیں چاہتا ہوں۔ بلوچستان خدانخواستہ چاہے باہر سے دشمن کی نظریں یہاں ہوں۔ میں اُن کی مخالفت کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا ہوں۔ میں پاکستان میں کوئی بدامنی پیدا ہو جائے میں نہیں چاہتا ہوں۔ لیکن کوئی آپ کو پوچھتا ہے تو پوچھ لیں۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ اِس سلسلے میں جتنے ہمارے اپوزیشن لیڈر ہیں۔ چلو پارلیمانی لیڈرز کو آپ اسپیکر صاحب! ایک دن آپ بُلا لیں۔ چھوڑو چیف منسٹر بُلاتے ہیں نہیں بُلاتے ہیں۔ آپ یہ اسمبلی کے فلور پر بُلا لیں۔ ہم ایک تجویز کر لیں گے۔ پہلے ہم آپس میں بیٹھیں گے کسی کو نہ کسی ادارے کے، آپ ایک روزوں میں بُلاتے ہو یا روزوں کے بعد بُلا لیں۔ آپ ہمارے پانچ دس پارٹیاں یہاں اُن کو بُلا لیں اپنے چمبر میں بیٹھائیں کہ جی اِس مسئلے کا ہم نے کیا کیا کرنا ہیں۔ وہ جو تجاویز ہیں ہم پھر آگے گورنمنٹ کو دیں گے۔ گورنمنٹ اُس پر عملدرآمد کرتی ہے واہ واہ۔ نہیں ہوتی ہے تو اپنا اسمبلی کے فلور پر ہم اِس کا اعلان کر دیں گے کہ جی ہمارے بس میں نہیں ہے۔ پھر تو ہم لاچار ہیں ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ تو یہ بات ہے جناب اسپیکر صاحب! میں اِس کی مذمت کرتا ہوں۔ اِس کا تدارک ہونا چاہیے۔ کم از کم وہ لوگ گرفتار ہو جائیں۔ تو لوگوں کو تسلی ہوگا کہ جی میرا قاتل گرفتار ہوا۔

جناب اسپیکر: thank you.thank you. زمرک خان صاحب۔ میر عاصم کُرد گیلو صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب! میں باہر جا رہا ہوں یہ میرا ٹرانسپورٹ کا بل ہے یہ اگر next سیشن کیلئے آپ اِس کو ڈیفر کر دیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

وزیر مال: .thank you۔ اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: یہ ٹرانسپورٹ کا بل یہ ایجنڈے پر ہے میرے خیال میں، تو یہ تو آپ تھوڑی سا wait کریں۔ میر عاصم صاحب اگر اِسکو short کریں۔ عصر کی جماعت کا ٹائم بھی ہورہا ہے۔

وزیر مال: میں بالکل مختصر کروں گا۔ چونکہ ہمارے سارے colleagues نے بات کی ہے۔ میں اِتنی لمبی نہیں کروں گا۔

جناب اسپیکر: مہربانی مہربانی۔

وزیر مال: میں صرف یہ کہوں گا جو خضدار میں وڈیرہ سرور صاحب کا جو بہیمانہ قتل ہوا ہے ہمارے گوادر میں جو قتل ہوا ہے، اُس کے علاوہ کئی قتل ہوئے ہیں۔ کل تک کوئٹہ میں، بولان میں جو قتل ہوئے ہیں، شہادتیں ہوئی ہیں۔ اُن سب کیلئے تعزیت کی مگر جو ہمارے غریب تبلیغ کیلئے جارہے تھے ہمارے اپنے قبیلے کے واپسی پر آتے ہوئے اُن کو قتل کیا گیا۔ کل شام کو افطاری سے دس منٹ پہلے جاوید کو قتل کیا گیا۔ اُس کے ساتھ کو، اِس سے پہلے اسکے والد کو قتل کیا گیا، اِس کے چاچا کو ایک مہینے میں ایک گھر سے تین آدمی قتل ہوئے ہیں۔ اِن ساروں کی میں مذمت کرتا ہوں۔ میں اپنے بھائی زہری صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ جیسے خضدار میں پہلے آپ کے جنرل سیکرٹری تھے، پارٹی کے تھے، وہ بھی ہمارے دوست تھے اُس کا بھی میں نے آپ سے ذکر کیا تھا۔ بہت اچھے آدمی تھے۔ جیسا کہ وڈیرہ عبدالخالق صاحب تھے، ہمارے colleague رہے ہیں اُس کے بیٹے تھے۔ وڈیرہ عبدالخالق کے فاتحہ پر میں زہری گیا۔ تو اُدھر نہیں تھے، وِندر میں تھے، سرور صاحب کی تعزیت کی میں وِندر گیا۔

قائد حزب اختلاف: حکومت کی طرف سے صرف گیلو صاحب گئے تھے۔

جناب اسپیکر: آپ اُن کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: میں اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: thank you.

وزیر مال: نہیں نہیں جی، وہ ہمارے بھائی تھے۔ یہ نہیں ہے کہ کسی پارٹی سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمارے بھی دوست تھے۔ ہماری پارٹی کے جتنے بھی شہید ہوئے ہیں اُن سے زیادہ ہمارے اُنکے ساتھ اچھے تعلقات تھے۔ تو اسپیکر صاحب! یہ بیٹھے ہوئے ہیں، آج سے تقریباً ایک سال پہلے جو میرے، میر اصغر جتوئی تھے، وہ میرے ذاتی PA بھی تھے، اُس کو قتل کیا گیا۔ ہر وقت میں نے تین چار دفعہ سی ایم صاحب کو بھی کہا ہے۔ آئی جی کے پاس بھی گیا ہوں۔ ڈی آئی جی آیا تھا اُن سے کہا کہ بھئی قاتل کو پکڑ کر دے دیں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ہم اِس کا پیچھا کر رہے ہیں انشاء اللہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں

کہ وہ پکڑیں جائیں گے۔ جیسا خضدار میں ہمارے جمعیت کے جنرل سیکرٹری صاحب تھے میرے اچھے دوست تھے۔ اُس کا قتل ہوا۔ پھر میں نے یونس صاحب سے پتہ کیا بھائی کیا ہوا؟ دوسروں سے۔ اُس نے کہا کہ ماشاءاللہ قاتل پکڑے گئے ہیں۔ وہ سارے اُن کے نشاندہی ہوگئی کہ پوری ٹیم کا ٹیم پکڑی گی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کام نہیں کر رہی ہے۔ یا ہم لوگ کام نہیں کر رہے ہیں۔ جہاں تک ہماری رسائی ہو رہی ہے، وہ قاتلوں کو، ہم ہمیشہ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ عدالت کے کٹھہرے میں آ کر کھڑے ہو جائیں۔ اور جن کو اُنہوں نے شہید کیا ہے، اُن کا وہ جواب دیں۔ ہمارے چھوٹے بھائی میر ظفر اللہ صاحب کچھ گلہ کر رہے تھے۔ مجھے پتہ نہیں ہے کہ سی ایم سے کہ اُن کی بات چیت ہوئی ہے یہ نہیں ہوئی ہے، تلخ کلامی ہوئی ہے۔ میں نے ابھی سردار کھیتر ان کو کہہ رہا تھا کہ یہ کیا ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے مجھے بھی پتہ نہیں ہے۔ بالکل ہمارے ظفر اللہ صاحب ہمارے چھوٹے بھائی ہیں۔ وہ حق بجانب ہیں۔ وہ صرف معلومات کریں گے۔ سی ایم سے بھی پتہ کریں گے۔ ظفر اللہ صاحب اُسی ٹائم سے ہمارے colleague رہے ہیں اور انشاء اللہ میں آپ کو اور پورے ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ظفر اللہ صاحب نہ کوئی غلط کام کرتا ہے نہ غلط آدمی ہے۔ نا کسی دہشتگرد کا وہ ساتھ دیتے ہیں۔ اس اسمبلی میں ہمیشہ اُس کا ایک اخلاق ہے۔ جتنی بھی پارٹیز ہیں اُن کے ساتھ بھی ایک اچھا انکا رویہ رہا ہے اور انشاء اللہ آنے والے وقت میں بھی اس کا یہی رویہ ہوگا۔ اگر اُس کو کچھ ہمارے پارٹی کی طرف سے یا سی ایم کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچی ہے اُس کا ہم ازالہ کریں گے اور سی ایم سے بھی میں بات کروں گا۔ اسپیکر صاحب! ہم ابھی اپنے علاقوں میں جاتے ہیں تو وہاں لوگ صرف امن چاہتے ہیں کہ ہمیں امن دیا جائے۔ یہ جو ہمارے colleagues نے بات کی، یہ صحیح کہتے ہیں۔ ابھی آپ دیکھیں کل مستونگ کا روڈ جو 9 دنوں سے بند تھا، کل وہ مذاکرات ہوگیا ہے۔ کھل گیا ہے۔ اسی طرح آئے دن بولان میں، چاغی میں، نوشکی میں، سوراب میں، وِندر میں، یہ روز روڈز بلاکنگ ہو رہے ہیں۔ اِس کے لیے میں خود بھی آئی جی سے ملا ہوں آئی جی ایف سی سے ملا ہوں بات کیا ہے کہ بھائی یہ کم سے کم یہ جو روڈ آ کر بلاک کرتے ہیں یہ ناں ہو۔ لوگوں کو تکلیف نہیں ہوا ابھی آپ اُس دن میں۔ ظہور صاحب شاید کہہ رہے تھے کہ جہاز کا کرایہ 90 ہزار ایک لاکھ۔ کیونکہ میں زیادہ تر اسلام آباد کو۔ اُس نے بولا کہ ابھی ٹکٹ تین دن تک نہیں ہے آپ کو ایک لاکھ پر کرنا پڑیگا۔ پھر میں نے کہا کل کے لیے ہے؟ بولتا ہے ہاں کل ہے پینالیس ہزار۔ تو میں نے کہا کہ کل کے لیے کر دیں۔ تو اسپیکر صاحب! لوگ بدحال ہیں یہ ماہ رمضان میں ایک تو مہنگائی کے ہاتھوں سے دوسرے اپنے بجلی کے بل گیس کے بل یہ بجلی کا لوڈ شیڈنگ گیس لوڈ شیڈنگ ہم اپنے گھر میں رہتے ہیں۔ جب گیس جاتی ہے تو لوگوں کے لیے کھانا پکانا چاہیے بنانا۔ سحری کو وہ۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: آپ وزیر مال ہو آپ کہہ رہے ہو کہ مہنگائی فلاناں ہے۔ تو عوام کیا کریں۔ جب

گورنمنٹ خود رورہا ہے۔تو عام لوگ کیا کریں گے یار۔آپ آرڈر دے دو بولوں مہنگائی کو ختم کر دو۔آپ ابھی آرڈر دے دو سارے شہر میں۔

وزیر مال: کہنا پڑیگا مہنگائی تو ہے۔ہم مہنگائی ختم نہیں کر سکتے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میں کیا کہہ رہا ہوں آپ کرلوں آرڈر کرلوں کہ سارے شہر میں مہنگائی ختم کرلو۔

جناب اسپیکر: تشریف رکھیں انجینئر صاحب تشریف رکھیں جی جی میر عاصم صاحب! please conclude کریں please۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): تو اسپیکر صاحب! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے جیسے مولوی ہدایت اللہ صاحب نے کہا کہ یہ جو ایف سی ہے، ایف سی کر رہا ہے۔ کل تک میں گیا نماز جنازے پر اس کے پڑھے۔ بولان میں اسی law and order کے لیے کل اُس کے جوان شہید ہو گئے تھے۔

(خاموشی آذان)

وزیر مال: تو اسپیکر صاحب! میرا کہنے کے مطلب یہ ہے کہ میں نے کہ ہم اپوزیشن پر الزام لگائے گا اپوزیشن ہم پر لگائیں۔ یہ ہمارا صوبہ ہے ساروں کو مل کر چلانا ہے۔ابھی سی ایم آئے گا ہم بولیں گے آپ اپوزیشن کے سارے ساتھیوں کو بلائیں۔ اور وہ law and order پر ایک بریفنگ دیں۔ پھر ان بھائیوں سے بھی سر جوڑ کر گزارش کریں گے۔ سر جوڑ کر بیٹھیں گے کہ law and order کو ہم کس طرح maintain کرنا ہیں۔ اور کس طرح سے چلانا ہے۔کیونکہ یہ ایک کی ذمہ داری نہیں ہے سارے جتنے بھی ممبرز ہیں جتنے بھی بلوچستان کے لوگ ہیں ساروں کے ذمہ داری بنتی ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کو ہم باہمی صلاح و مشورے سے maintain کریں۔

جناب اسپیکر: thank you بینا مجید صاحبہ آپ کے پاس دو سے تین منٹ ہیں maximum مہربانی کر کے آپ conclude کریں۔اِس تین منٹ میں۔thank you۔اور بیناء مجید صاحبہ کی مائیک on کریں۔جی بینا مجید صاحبہ۔

محترمہ بینا مجید بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! آپ کا بہت شکریہ میں بلوچستان میں جو دہشتگردی کے جو واقعات ہوئی ہیں اس کی مذمت کرتی ہوں بل خصوص خضدار میں جو ہوا ہمارے علاقے میں مفتی شامیر کو شہید کیا گیا۔اور" گوار گو پنجگور" میں تین سندھی مزدوروں کو شہید کیا گیا۔میں ان واقعات کی مذمت کرتی ہوں۔ بلکہ مجھے تھوڑا سا افسوس ہوتا ہے اس بات پہ کہ اس ایوان میں بہت سارے ہمارے بھائیوں نے اس بات کی مذمت کی لیکن اخلاقی جرات یہ نہیں کیا کہ لوگوں کو مارا کس نے کن کن کے ہاتھوں یہ شہید ہوئے ہیں۔جبکہ مفتی شامیر کے والد سردار عزیز صاحب خود کہتے ہیں کہ ان کے بیٹے کو

دہشتگردوں نے شہید کیا ہے تو لفظ دہشتگرد بولنا اور یہ کہنا کہ بلوچستان کے حالات جو اس طرح ہیں یہ دہشتگردوں کے وجہ سے ہیں اور اس طرح دن دیہاڑے ہمارے مفتی مارے جا رہے ہیں۔مزدور مارے جا رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: Please order in the House. نعیم صاحب پلیز۔

محترمہ مینا مجید بلوچ: یہ یہ جو دہشتگرد کررہے ہیں یہ جو دہشتگرد گروہ ہیں بلوچستان میں اُنکی مذمت کی جائے اتنی اخلاقی جرات ہم نے ہونی چاہیے۔دوسری بات یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں ایف سی تحفظ دیں ہر بندے کے ساتھ ایک ایف سی کی نفری ہو ہم یہ سوچتے ہیں، شاید ہماری کچھ ذمہ داریاں اپنی نہیں ہیں بطور سیاسی جماعت بلوچستان کے بطور پولیٹیشن بلوچستان کے، بطور رکن اسمبلی بلوچستان کے کیا آپ میں ہم میں ہماری تو اتنی اخلاقی جرات نہیں ہے کہ ہم ان کی مذمت کر سکیں اور ہم کہتے ہیں کہ ایف سی ہر بندے کے ساتھ ایک ایک ایف سی وہ تعینات کیا جائے جو ان کی حفاظت کرے۔ ہم سب نے بھی اس ملک میں امن لانے میں اپنا حصہ ادا کرنا ہیں اپنا کردار ادا کرنا ہیں۔ ہر ملبہ ہم جا کے سیکیورٹی فورسز پہ ڈال دیتے ہیں۔ باقی ساری چیزوں میں مراعات میں ہر چیز ہمیں چاہیے۔لیکن جب ملک کی تحفظ اور امن وامان کی بات آتی ہے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے وہ ایف سی کرے وہ سیکیورٹی فورسز کرے۔ یہ نہیں کرنا چاہیے۔اور یہ غلط بیانی، بلوچستان کی عوام کو گمراہ کرنا، بلوچستان کی اسٹوڈنٹس کو گمراہ کرنا ان معصوم خواتین بچیوں کو گمراہ کرنا یہ کرتی ہیں ساری چیز contribute۔

جناب اسپیکر: یہ بھی directions ہیں کہیں سے، direction کے مطابق ہوتے جائیں۔

محترمہ مینا مجید بلوچ: I don't know. کیا ہے کس طرح سے نہیں ہے لیکن جو مجھے لگتا ہے کہ as a Member of this House. کہ ہمیں بولنا چاہیے اور ہمیں حقائق کو غلط بیانی نہیں کرنا چاہیے یہی ساری چیزیں contribute کر رہی ہیں جو آج ہماری چھوٹی چھوٹی بچیاں خودکش بمبار بن رہی ہیں۔ کیا ہماری بلوچی روایات میں ہیں ہم نے تو عورت کی عزت کی خاطر جنگیں لڑی ہیں جانیں قربان کیے جہیں خواتین کی نسل کُشی کی جارہی ہے گنے چنے چند ہماری بلوچ خواتین بیچاری یونیورسٹیز لیول تک پہنچ جاتی ہیں یہاں سے pick کر کے دہشتگرد ان کو خودکش بمبار بنا کے اڑا دیتے ہیں۔ کیوں اس کے خلاف نہیں بولتے؟ خواتین کی نسل کشی ہو رہی ہے بلوچستان میں۔ خواتین کی استحصال ہو رہی ہے بلوچستان میں۔اور یہ دہشتگرد تنظیمیں، جب جنگ خواتین تک آ گئی ہے تو صلح کرلیں، تو صلح کرلیں اور مذاکرات کرلیں۔ خواتین کو اُڑانا خودکش بمبار بنانا چھوڑ دیں۔ خواتین کا یہ استحصال بالکل ہم برداشت نہیں کریں گے۔ اس اسمبلی میں بیٹھے تمام خواتین اور میں امید کرتی ہوں کہ تمام ہمارے بھائی اس چیز کے خلاف کھڑے ہوں گے۔ ہم صرف دہشتگردی کی ان واقعات کی ائے روز مذمت صرف نہیں کریں گے اس جنگ میں اپنا حصہ ڈالیں

گے۔ ہر کوئی بلوچستان کی امن وامان کو بحال کرنے میں اپنا حصہ ڈالے گا۔ اور پورا ملبہ اور پورا الزام سیکیورٹی فورسز اور ایف سی پہ ڈالنا چھوڑ دیں اور بلوچستان کا گمراہ کرنا چھوڑ دیں۔شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you, good and encourageous speech from Meena Majeed Sahiba. اب اسمبلی کے اجلاس میں 10 منٹ کے لیے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(وقفہ کے بعد اجلاس دوبارہ زیر صدارت جناب اسپیکر شروع ہوا)

جناب اسپیکر: السلام علیکم۔تشریف رکھیں پلیز۔

جناب ظفر علی آغا: جناب اسپیکر!اگر مجھے موقع دیا جائے۔خضدار کے شہداء پر بات کرنی ہے۔

جناب اسپیکر: جی کریں مختصر۔آگے ہمارا ایجنڈا ایسا ہی پڑا ہے۔بولیں۔

جناب ظفر علی آغا: شکریہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر جمعیت علماء اسلام جیسے ہم سب دوستوں کو معلوم ہے اور بڑی لمبی بحث اس پر ہوئی ہے۔جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں کو جس طرح چُن چُن کر نشانہ بنایا جارہا ہے اور وڈیرہ غلام سرور صاحب جمعیت علماء اسلام کا مرکزی رہنما تھا اور اُس کو شہید کیا گیا ہے اور مولوی امان اللہ صاحب اور دیگر جتنے بھی ہمارے کارکن تھے اس کو شہید کیا گیا ہے اس کی ہم بھر پور مذمت کرتے ہیں۔اور اس گورنمنٹ سے مطالبہ بھی کرتے ہیں کہ ان کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور اگر اسی طرح سلسلہ چلتا رہا اور اس طرح شہادتوں کے نذرانے جمعیت علماء اسلام کے کارکن پیش کرتے رہے۔تو مَیں یہ واضح طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں میر صاحب نے تو ایک ہفتہ کا ٹائم دیا کہ مَیں ایک ہفتہ کے لئے ٹائم دیتا ہوں گورنمنٹ کو کہ وہ ان قاتلوں کو گرفتار کریں۔مَیں یہ loud and clear کہہ دینا چاہتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں کہ جمعیت علماء اسلام اس اسمبلی سے پھر نہیں آئیگی جمعیت علماء اسلام۔کیونکہ یہ بات مَیں اس لئے نہیں کہنا چاہتا ہوں۔مَیں ایوان کا ماحول خراب نہیں کرنا چاہتا۔کیونکہ ہمارے جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں اور ہماری لیڈرشپ اس ٹائم بہت غصہ رکھتی ہے۔جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے اس اسمبلی کے فلور کے توسط سے ہمارے جتنے بھی شہداء اس دو ہفتے میں ہوئے ہیں۔اُن کے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے۔اور یہ ڈیمانڈ کرتے ہیں جمعیت علماء اسلام کے ہر اِدھر ممبر بیٹھے ہوئے ہیں کیونکہ اس پر طویل بحث ہوئی ہے کہ جن لوگوں کو threat alert ہے اُن لوگوں کو باقاعدہ اُن کی سیکورٹی کو secure بنایا جائے۔اور جناب اسپیکر! ایک اور چیز مَیں آپ کے گوش گزار کرانا چاہتا ہوں اس ایوان کا۔جب یہ روڈ بند تھا سوراب اور خضدار کا روڈ بند تھا۔جب یہ روڈ کھولا تو آپ یقین کریں جناب اسپیکر! جتنی بھی بسیں کراچی کی طرف یا کوئٹہ کی طرف آرہی تھیں اُن بسوں کو لوٹا گیا ہے۔تو مَیں یہ سوال کرتا ہوں اس گورنمنٹ سے کہ وہاں پر آپ کی انتظامیہ کہاں تھی۔اور جو جو جس جس ضلع میں یہ چوریاں ہوئی ہیں۔مَیں یہ ڈیمانڈ کرتا ہوں کہ وہاں کے ڈی سی صاحبان

کم سے کم استعفیٰ دیکر کہ وہ وہاں پر فیل ہو چکے ہیں اور وہاں کسی اور آفیسر کو لایا جائے۔اس طرح کی چوریوں اور ڈکیتیوں اگر بسیں لوٹی جاتی ہیں، گاڑیاں لوٹی جاتی ہیں ماہ رمضان میں اور یہ ایک طویل سفر ہے سات، ساڑھے سات سو کلومیٹر کراچی ٹو کوئٹہ جو ایریا ہے یہ تقریباً ہر بلوچستانی اس ایریے کو اس روڈ کو استعمال کرتے ہیں۔مَیں گزارش کرتا ہوں کہ مسافر آرہے ہیں کراچی سے چاہیے وہ پشین کے مسافر ہوں، چمن کے ہو آواران کے ہوں، خاران کے ہوں، نوشکی کے ہوں، جدھر بھی کے ہوں، یہ راستہ فی الفور safe بنایا جائے اور جو لوگ وہاں پر ڈیوٹی نہیں کرتے ہیں اُن کا نوٹس لیکر اُن کو معطل کیا جائے۔ہم یہ ڈیمانڈ بھی کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ یہ ڈیمانڈ بھی کرتے ہیں کہ عید آرہی ہے تو چوریاں زیادہ ہو چکی ہیں۔آپ جناب سے گزارش ہے چمن کے مسافر آتے ہیں، پشین کے مسافر آتے ہیں اپنے گھر۔اور سالوں سال وہ لوگ وہاں مزدوری کر کے کچھ جمع پونجی اپنی جیب میں رکھ کر لاتے ہیں اور اُس کو یا منگچر کے علاقے پر یا یہاں پر لکپاس کے علاقے میں لوٹا جاتا ہے اس کی ہم مذمت بھی کرتے ہیں اور اس ایریا کو safe بنایا جائے تاکہ اپنے مسافر جتنے بھی آرہے ہیں وہ سکھ کا سانس لیں۔بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you ظفر آغا صاحب۔وقفہ سوالات۔

اب چونکہ ظفر آغا آپ کے سوالات ہیں محکمہ ایس اینڈ ڈی اے جی سے متعلق ہے اور مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب کا ایک سوال ہے وہ بھی بی ڈی اے سے متعلق ہے۔وہ دونوں کے منسٹر صاحبان غیر حاضر ہیں۔اگر آپ کی اجازت ہو تو ان کو اگلے دن کے سیشن تک ڈیفر کیا جائے۔

سیّد ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! نہیں جناب۔مَیں اس کو آسان بنالیتا ہوں اس ایوان کے لئے جو مجھے دیا گیا ہے اس سوال کے جواب سے مَیں مطمئن نہیں ہوں آپ سے گزارش ہے کہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے جتنے بھی سوال ہیں ان کو آپ کمیٹی کو سپرد کریں۔

جناب اسپیکر: نہیں منسٹر صاحب آئیں گے پہلے آپ کو response کریں گے کہ آپ مطمئن نہیں ہے تو وہ کیا کریں گے پھر اُس کے متعلق۔آپ سنیں مَیں آپ کی بات سمجھ رہا ہوں۔میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ منسٹر صاحب ہونگے، وہ اگر آپ کو فلور آف دی ہاؤس، آپ سنیں تو صحیح۔

سیّد ظفر علی آغا: مَیں عرض کر رہا ہوں پھر آپ مجھے ایک گھنٹہ ٹائم دینگے۔مَیں each and every اُس پر بات کروں گا۔

جناب اسپیکر: اس طرح کمیٹی کے ساتھ نہیں جائیگی۔میری گزارش ہے کہ منسٹر صاحب ہونگے وہ اگر آپ کو فلور آف دی ہاؤس مطمئن نہیں کرپاتے ہیں تو پھر میرے سامنے ہوگا سب کچھ اور پھر میرے پاس یہ جواز ہوگا کہ مَیں اسکو کمیٹی کے

پاس بھجواسکوں گا۔اب چونکہ وہ نہیں ہے، آپ کو مطمئن نہیں کر پائے یا مطمئن کر پائے اُن کی غیر موجودگی میں مناسب یہ ہوگا کہ اس کو اگلے دن سیشن میں جو ہماری کارروائی ہوگی اس کیلئے ڈیفر کرتے ہیں۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! آپ کی بات صحیح ہے لیکن منسٹر صاحب نئے آئے ہیں، جمعہ بھی نہیں ہوا ہے وہ ان سوالوں کا جواب مَیں حلفاً کہہ رہا ہوں کہ وہ نہیں دے سکیں گے۔

جناب اسپیکر: نہیں دے سکیں گے وہ تو بعد کی بات ہے۔وہ بعد کی بات ہے۔بیشک نہ دیں وہ فلور آف دی ہاؤس موجود ہو وہ آپ کو مطمئن نہ کر سکا تو پھر یہ میرے لئے جواز بنتا ہے کہ مَیں اس کو کمیٹی کے سپرد کروں۔شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you .۔وقفہ سوالات ختم۔

جناب اسپیکر: **توجہ دلاؤ نوٹس۔**

مولوی صاحب کا ہے چونکہ منسٹر صاحب نہیں ہیں وہ جواب نہیں دے پائیں گے۔

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): جناب برکت علی رند صاحب نے رواں اجلاس سے، جبکہ میر صادق عمرانی صاحب، جناب بخت محمد کاکڑ صاحب، سردار کوہیار خان ڈومکی صاحب، ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب، جناب خیر جان بلوچ صاحب، میر جہانزیب مینگل صاحب، جناب اشوک کمار صاحب، محترمہ شہناز عمرانی صاحبہ، محترمہ فرح عظیم شاہ صاحبہ، اور محترمہ ہادیہ نواز صاحبہ نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: **سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔**

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر! منسٹر صاحب موجود ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا یہ ظہور صاحب سے متعلق ہے آپ کا question۔اچھا اس میں آتے ہیں ذرہ توجہ دلاؤ نوٹس کے اوپر۔مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔وزیر برائے محکمہ بی ڈی اے کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کروائیں گے کہ ضلع گوادر میں کارواٹ کے مقام پر ڈیسیلینیشن پلانٹ کو لگائے گئے طویل عرصہ گزر چکا ہے لیکن تاحال غیر فعال ہے۔لہذا مذکورہ ڈیسیلینیشن پلانٹ کو فعال کرنے کی بابت حکومت نے اب تک کیا اقدامات اُٹھائے

ہیں۔ تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر بی ڈی اے پلیز۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی وترقیات وبی ڈی اے): شکریہ جناب اسپیکر! بنیادی طور پر یہ ایک ڈیسیلینیشن پلانٹ ہے۔ جس کی منظوری 2006ء میں ایکنک نے دی، تقریباً 75 کروڑ روپے کی لاگت سے اور اس کو بنانے کا مقصد گوادر انڈسٹریل اسٹیٹ کو پانی دینا تھا۔ 2009ء کو دوبارہ ایکنک کی میٹنگ ہوئی اس کی cost revise ہوئی کوئی 93 کروڑ روپے کی لاگت سے اور اس کو انڈسٹریز سے شفٹ کر کے بی ڈی اے کو دیا گیا۔ اور مقصد اس کا یہی تھا۔ اب جب آیا گوادر میں water crisis۔ تو اُس وقت اس کو فنکشنل کیا گیا۔ بنیادی طور پر یہ جو ہے بیس لاکھ گیلن پانی فراہم کرتی ہے۔ اور چونکہ ریورس آسموسس ٹیکنالوجی پرانی ہے اب نئی ٹیکنالوجیاں آگئی ہیں تو یہ costly بھی تھیں۔ اور اس کو جو ہے اب پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو دیا گیا ہے۔ اور جہاں تک پانی کے مسائل ہیں گوادر میں ڈیمز کافی بن چکے ہیں جو پرانے والے ڈیم جو شادی کور ڈیم، سوَاد ڈیم، اور انقرہ ڈیم وہ باقاعدگی سے گوادر شہر کو پانی دے رہے ہیں ابھی مزید دو ڈیم تیار ہو چکے ہیں، داسو ڈیم اور شنزانی ڈیم (Shinzani Dam) اپنے تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں اور ان ڈیموں سے لگ بھگ سب کو ملا کر تقریباً کوئی ڈیڑھ لاکھ گیلن پانی گوادر کو پانی فراہم ہو جائیگا۔ اور existing گوادر کی جو گوادر کو پانی کی ضرورت ہے وہ کوئی 70 لاکھ گیلن ہیں۔ ابھی چونکہ وہاں کچھ پائپ لائنز ہیں جن کو upgrade کرنا ضروری ہے تو ہم اس دفعہ سی ایم صاحب کو گزارش کریں گے کہ اُن کے پائپ لائن upgrade کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اس میں مَیں صرف یہ مختصر کہوں گا کہ اس میں ہمارے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین اپنی ٹیم کے ساتھ بھی اس پروگرام کا وزٹ کیا ہے یہ بدترین اس میں کرپشن ہوئی ہے اس کے سامان اور اُنکے انجن وغیرہ سب ناکارہ ہیں ایسا لگتا ہے کہ جس نے اس کی حالت کی ہے اس ڈیسیلینیشن پلانٹ کی جو ہے ایک ارب کے قریب اس پر خرچہ ہے، اُن کو پھانسی ہونی چاہئے۔ اتنا زیادہ جو ظلم کیا ہے گوادر کے عوام پر اُن لوگوں نے، جو ایک ارب روپے ابھی بیس لاکھ فی دن گیلن جس کو تیار کرنا تھا وہ بیس گلاس پانی بھی گوادر کو فراہم نہ کر سکے۔ خرچہ بھی ہو گیا، بن بھی گیا اور ناکارہ بھی ہو گیا۔ تو اس پر یہ حکومت کو، پبلک اکاؤنٹس کمیٹی ہے، حکومت کو تحقیقات کرنی چاہئے۔ اور جس نے کیا ہے وہ ایک دن کے لئے ایک گھنٹے کی اُسکو سزا ابھی نہیں ملی ہے۔ یعنی یہ ہمارے لئے بنا تھا اور گوادر کے عوام کے لئے بنا ہے، اربوں روپے خرچہ ہوا ہے۔ نواب ثناء اللہ زہری صاحب نے اسکا افتتاح کیا۔ نواب اسلم صاحب کے دَور میں یہ connect ہوا گوادر کے ساتھ پائپ لائن کے ساتھ۔ نواب ثناء اللہ صاحب نے افتتاح کیا لیکن چلا نہیں گوادر کے عوام کو پانی نہیں ملا۔ تو اس میں میری یہی گزارش ہے کہ اس پر تحقیقات ہونی چاہئے اور ذمہ داران کو سزا دی جائے۔

جناب اسپیکر: بالکل آپ کا پوائنٹ آ گیا مَیں منسٹر بی ڈی اے سے گزارش کروں گا کہ آپ خود اپنے لیول پر تحقیقات کریں۔اور یہ رپورٹ لے اسمبلی میں آئیں۔جی ظہور بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی وترقیات وبی ڈی اے): مولانا بالکل درست فرما رہے ہیں۔اب اس کی ownership جو ہے وہ بالکل confused ہے۔بی ڈی اے نے سارے ریکارڈ اور پیسے پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کردیئے ہیں کہ جی یہ آپ کے assets ہیں اور آپ اسکو چلائیں۔اُنہوں نے کچھ عرصے کے لئے چلایا پھر abundened ہو گیا۔اب یہ ہوا ہے کہ اسکے جتنے بھی equipments ہیں وہ چوری ہو گئے ہیں۔اگر اس پر کوئی تحقیقاتی کمیٹی بنائی جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔یہ پبلک پراپرٹی ہے اور اسکے ساتھ انتہائی زیادتی ہوئی ہے اور اس میں کوئی دورائے نہیں ہیں کہ ہمارا مستقبل جو ہے وہ گوادر کے حوالے سے یہ ڈیسیلینیشن پلانٹس ہیں۔گلف میں بھی پوری آبادی جو ہے وہ ایسے ہی ڈیسیلینیشن پلانٹس سے پانی پی رہی ہے جدہ میں بھی ساٹھ لاکھ کی آبادی ہے وہ ایسے ہی ڈیسیلینیشن پلانٹ سے پانی پی رہی ہے۔تو soon and later اس پر ہمیں ڈیسیلینیشن پلانٹ کی طرف جانا پڑے گا تو اس پر اگر، مَیں خود بھی چیئرمین بی ڈی اے کو کہتا ہوں کہ انکوائری بٹھائیں۔اب چونکہ اس کی جو ownership ہے وہ پبلک ہیلتھ اور بی ڈی اے کے درمیان پھنسی ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: Good.

وزیر منصوبہ بندی وترقیات وبی ڈی اے: بی ڈی اے کہتی ہے کہ ہم نے پبلک ہیلتھ کو handover کیا ہے پبلک ہیلتھ نے جا کے نیب کو بتایا کہ جی یہ بی ڈی اے کی پراپرٹی ہے۔پہلے تو یہ ہے کہ گورنمنٹ یہ determine کرے کہ یہ کس کی پراپرٹی ہے نمبر ایک۔اور نمبر دو جو اُنکے equipmenets جو چوری ہوئے ہیں وہ کس نے کی ہیں کہاں کہاں گئے ہیں کون کون اسمیں ملوث تھا ان سب کو سزا ملنی چاہیئے۔

جناب اسپیکر: آپ خود بھی، اگر آپ نام suggesst کرتے ہیں کہ یہ تحقیقاتی کمیٹی ہونی چاہیئے اور وہ ہم بھی آپ کے ساتھ help کر سکتے ہیں اور otherwise اگر آپ department کے طور پر کرتے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی وترقیات وبی ڈی اے: آپ گورنمنٹ کو directions دے دیں کہ اس پر تحقیقات کرے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں۔

وزیر منصوبہ بندی وترقیات وبی ڈی اے: محکمانہ تحقیقات ہوگی۔

جناب اسپیکر: محکمانہ تحقیقات ہونی چاہیئے۔

وزیر منصوبہ بندی وترقیات و پی ڈی اے: جی ہاں محکمانہ تحقیقات ہوگی۔

جناب اسپیکر: آپ محکمانہ تحقیقات کریں اور رپورٹ دے دیں تاکہ اُسکے مطابق پھر آگے چلیں گے۔thank you

جناب اسپیکر: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ و مسودہ قانون کا پیش اور منظور کیا جانا۔

چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ ٹرانسپورٹ مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش کریں۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): مَیں سلیم احمد کھوسہ، چیئرمین مجلس قائمہ محکمہ ٹرانسپورٹ کی طرف سے مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش کریں۔

جناب اسپیکر: مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش ہوئی۔ وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ! مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2025ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

جناب سنجے کمار (پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور): مَیں سنجے کمار، پارلیمانی سیکرٹری وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارش کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔

بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارش کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جاتا ہے۔وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ! مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2025ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور): مَیں سنجے کمار، پارلیمانی سیکرٹری وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارش کے بموجب منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔لہٰذا بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارش کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز بدھ مورخہ 12 مارچ 2025ء دوپہر 02 بجکر 30 منٹ پر ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05 بجکر 50 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆